عقائد علماءِ دیوبند
اہلسنّت والجماعت
مع
حیاۃ النبیؐ
مرتب
مولانا عزیز الرحمٰن عزیزی
فاضل جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی
جامعہ تعلیم القرآن باجکٹہ ضلع بونیر
مصنفین
حضرت مولانا مفتی عبد الشکور ترمذی
حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی
حضرت مولانا مفتی عبد السلام چاٹگامی
ضیاء القرآن کتب خانہ

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امابعد ..... الحمدللہ! اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کے فلاح کیلئے دین اسلام پسند فرمایا ہے۔

اور یہ دین اسلام عقائد و اعمالوں کے مجموعے کا نام ہے۔ اگر عقائد و اعمال میں خرابی آجائے تو اس کا نتیجہ گمراہی کے سوا کچھ نہیں۔ چنانچہ خیر القرون سے لیکر دور حاضر تک جب بھی گمراہ فرقوں نے عقائد و اعمال کو عقل کے ذریعے پرکھ کر عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کی تو علماء حق نے ہر دور میں ان کا مقابلہ کیا اور دین اسلام میں جو عقلی شبہات ان لوگوں نے پیدا کئے ان کا جواب دیا اور صحیح عقائد کو اگلی نسل تک پہنچایا اور پھر یہی علماء حق اہل سنت والجماعت کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

برصغیر پاک و ہند میں یہی حضرات علماء دیوبند سے مشہور و معروف ہیں۔

اور ہندوستان میں دین حق کی اشاعت انہی حضرات کے ذریعے ہوئی۔ اور جب بھی کسی باطل فرقے کی طرف سے دین اسلام کے احکامات و عقائد کے بارے میں کسی بھی طرح کے عقلی شبہات وغیرہ سامنے آئے تو ان حضرات نے متقدمین کی طرح ان کا بھرپور تعاقب کیا۔

بدقسمتی سے ایک نیا فرقہ پچاس ساٹھ سال سے پیدا ہوا ہے۔ دور حاضر کے علماء حق نے لفظ "مماتی" کے ساتھ ملقب کیا ہے۔ پہلے تو یہ فتنہ عام نہیں تھا لیکن آج کل بہت زیادہ بڑھ گیا ہے۔ اور مدارس میں پھیل رہا ہے۔ یہ لوگ اپنے آپ کو دیوبندی کہتے ہیں۔ علماء دیوبند سے منسلک سمجھتے ہیں۔ اور اس کے باوجود علماء دیوبند

کو گمراہ سمجھتے ہیں۔ اور علماء دیوبند کے متفقہ عقائد کی کھلم کھلا تردید کرتے ہیں۔

اس وجہ سے احقر نے کچھ ایسے حضرات کی مختلف دستاویزات جمع کیے ہیں کہ جن کی منزلت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اول تو اس میں مشہور علمی و دینی ادارہ سے شائع ہونے والی "ماہنامہ البلاغ" سے مولانا عبدالقدوس ترمذی کے ایک مضمون سے کچھ اہم اقتباسات اخذ کیے ہیں۔ وہ بہت اہم مضامین پر مشتمل ہے انہوں نے اس مضمون میں مفتی عاشق الٰہی صاحب اور مفتی عبدالشکور صاحب کے مکتوبات سے کچھ اہم اقتباسات نقل کیے ہیں۔ جس میں دونوں حضرات نے اپنے مسلک کے تحفظ کے بارے میں ارباب مدارس کو کچھ صاف صاف باتیں کی ہیں۔ اول تو بندہ نے یہ اقتباسات نقل کیا ہے۔ پھر اس کے بعد حیات النبی ﷺ کے بارے میں اکابرین دیوبند کے فتاویٰ جات اور جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کا مفصل و مدلل فتویٰ نقل کیا ہے۔ اور آخر میں عقائد علماء دیوبند کی تلخیص جو حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی صاحب کی تالیف ہے جس میں انہوں نے المہند کے عقائد پیش فرمائے ہیں اور جس کے آخر میں اس وقت کے پاک و ہند کے اکابر علماء دیوبند کی تصدیقات موجود ہیں پیش کرتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن و سنت کے صحیح عقائد جو سلف صالحین اور اکابرین دیوبند نے اپنایا ہے ہم سب کو نصیب فرمائے۔ آمین

عزیز الرحمن عفی عنہ
خادم علماء دیوبند
بحکم سمیع العلیم ١٤٢٤ھ

رسالہ المہند علی المفند: علماء دیوبند اہل سنت والجماعت کے عقائد کی مفید
دستاویز ہے جسے شیخ المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری نے تحریر
فرمایا اور حضرت اقدس شیخ الہند سے لے کر حضرت مفتی کفایت اللہ دہلوی
تک تمام اکابر کی تصدیقات اس پر ثبت ہیں یہ کتاب چونکہ عربی میں ہے
افادہ عوام کیلئے احقر کے والد ماجد نے اس کا خلاصہ اردو میں "عقائد علماء
دیوبند" کے نام سے تیار فرمایا اور اس میں بعض دیگر کتب سے بعض اہم
مسائل وعقائد کا بھی اضافہ کیا گیا تھا اس خلاصہ پر بھی اس دور کے حضرات
اکابر رحمہم اللہ سے تصدیق حاصل کر کے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف
سے اسے الگ شائع کیا گیا بعد میں المہند کے ساتھ اور مستقل طور پر بھی یہ
خلاصہ شائع ہوتا رہا۔ احقر ۱۴۱۶ھ میں جب مدینہ منورہ حاضر ہوا تو "المہند
علی المفند" کے موضوع پر حضرت مولانا سے بات ہوئی اس وقت ان کا
خیال تھا کہ اس میں مندرجہ بعض وہ عقائد ونظریات جن میں علامہ ابن تیمیہ
اور ان کے ہم خیال حضرات کا اختلاف ہے اور سعودیہ کی موجودہ حکومت
اور یہاں کے بعض علماء کرام بھی ان عقائد کی وجہ سے علماء دیوبند کے مخالف
ہیں اسی طرح دیگر مفسدین کو بھی ان نظریات کی وجہ سے علماء دیوبند کی
مخالفت کا موقع ملتا ہے ان پر زیادہ زور دینا مناسب نہیں۔ لیکن کچھ عرصہ

بعد ازاں حالات نے پلٹا کھایا اور حضرت موصوف اپنی رسائل و عقائد کے پر چار نئیں کھل کر میدان میں آ گئے اور مخالفین کو خوب للکارا۔ ارباب مدارس اور ذمہ داران وفاق المدارس العربیہ پاکستان کو بھی اس سلسلے میں متوجہ کیا اپنے ایک کھلے مکتوب گرامی کے ذریعے اس بڑھتے ہوئے فتنہ کے خلاف کارروائی پر زور دیا۔ آپ کا یہ گرامی نامہ حضرت اقدس والد صاحب قدس سرہ کے نام بھی آیا اور مختلف رسائل میں بھی شائع ہوا"۔ ماہنامہ حق چاریار" لاہور دسمبر 1999ء نے "ارباب مدارس غور فرمائیں دیوبندی مدارس میں بڑھتا ہوا مماتی فتنہ" کے عنوان سے شائع کیا۔ حضرت والد ماجد (مفتی عبد الشکور ترمذی صاحب) نے حضرت مفتی عاشق الٰہی صاحب کی تائید میں زبردست مضمون لکھا ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ذیل میں ان دونوں مکتوبات کے اہم اقتباسات ہدیہ ناظرین کر دیے جائے۔ پہلے حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب کے مکتوب گرامی کے اقتباسات ہوں گے اس کے بعد حضرت والد صاحب (مفتی عبد الشکورؒ) کی مفصل تحریر سے چند اقتباسات نقل کئے جائیں گے۔

۲۔ ایک نیا فرقہ پچاس ساٹھ سے نمودار ہوا ہے۔ جسے دور حاضر کے علماء نے لفظ "مماتی" کے ساتھ ملقب کیا ہے پہلے تو یہ فتنہ زیادہ عام نہیں تھا، تھوڑے سے لوگ تھے لیکن آج کل بہت زیادہ بڑھ گیا ہے اور مدارس میں پھیل رہا ہے طلباء میں اچھی خاصی تعداد اس فتنہ کی حامی ہوتی ہے۔

ان لوگوں کو اپنے مسلک کے نام نہاد دلیلیں یاد ہوتی ہیں دوسرے طلبہ کو ان کے خلاف دلائل یاد نہیں ہوتے اور یہ لوگ داعی ہوتے ہیں طلبہ میں اپنی باتیں پھیلاتے ہیں اور انہیں اپنا بناتے رہتے ہیں مماتی طلبہ کو بے تکلف داخلہ دے دیا جاتا ہے یہ لوگ علماء دیوبند سے علم بھی سیکھتے ہیں اور انہیں کم از کم گمراہ تو سمجھتے ہی ہیں بلکہ بعض منچلے تو عقیدہ حیات انبیاء رکھنے والوں کو کافر بھی کہتے ہیں ایک مماتی کا فتوی سننے میں آیا ہے کہ اگر ابو بکر صدیق بھی حیات انبیاء کے قائل ہیں تو وہ بھی کافر ہے (العیاذ باللہ) اب یہ فتنہ زور پکڑ رہا ہے اور ہمارے اصحاب مدارس اس کے دفاع سے غافل ہیں بلکہ بعض مدارس کے اکابر مدرسین اس عقیدہ کے حامی ہیں جو طلبہ میں اس کی ترویج کرتے ہیں اہل مدارس سب کچھ جانتے ہوئے ان مدرسین کو رکھے ہوئے ہیں بڑی بڑی تنخواہیں دیتے ہیں اور اس مزاج کے طلبہ کو پالتے ہیں جو پوری طرح فتنہ گر ہوتے ہیں۔

نمبر۳ میں نے یہاں ایک مماتی سے بات کی کہ تم لوگ دیوبندی عقیدہ کے خلاف بھی ہو اور دیوبندی بھی بنتے ہو صاف اعلان کیوں نہیں کرتے کہ ہم دیوبندی نہیں ہیں تو اس نے جواب دیا کہ ایک بات میں مخالف ہونے کی وجہ سے دیوبندیت سے کیسے نکل جائیں گے دیوبندیت کوئی ذرا سی چیز تو نہیں ہے اس کے بعد مدینہ منورہ میں لاہور کے ایک عالم سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بھی یہ جواب نقل کیا جس سے اندازہ ہوا کہ مماتیوں نے یہ جواب دیوبندیت سے مستفید رہنے کیلئے تراشا ہے۔

نمبر۴ اگر اصحاب اہتمام اور اکابر مدرسین مماتیوں کے اکابر کو جمع کرکے دلائل سے بات کرکے منوا دیں تو کیا ہی اچھا ہو۔ اگر ایسا نہیں کر سکتے تو اول تو یہ اعلان کر دیں کہ یہ لوگ دیوبندی نہیں ہیں ہم ان سے بیزار ہیں دوسرے اس مزاج کے طلبہ کو اپنے مدارس میں داخل نہ کریں۔

نمبر۵ ممکن ہے کہ بعض مماتی مزاج مدعیان دیوبندیت یوں کہیں کہ عقائد میں تقلید نہیں کی جاتی اس لیے ہم اکابر دیوبند کے مقلد نہیں اس لئے ہم نے دیوبندی ہوتے ہوئے ان کے مسلک کو قبول نہ کیا۔ حقیر کا کہنا یہی ہے کہ یہ لوگ اس کا واضح اعلان کر دیں کہ اکابر دیوبند کا مسلک غلط ہے تا کہ امت

پر واضح ہو جائے کہ آپ کا مسلک وہ نہیں جو اکابر دیوبند کا مسلک ہے لیهلک من هلک عن بینة ویحی من حیّ عن بینة، دیوبندی مدارس کے اکابر توجہ فرمائیں اور اس فتنہ سے اپنے طلبہ کو محفوظ رکھنے کی پوری مساعی اور جہود کام میں لائیں۔

واللہ الموفق وھو المستعان وعلیہ التکلان

حضرت مولانا مفتی عبدالشکور صاحب کے مکتوب گرامی سے اہم اقتباسات

ـــــــ اصحاب مدارس سے زیادہ جن حضرات کے قبضے میں وفاق المدارس العربیہ کی زمام اقتدار ہے وہ اس اختلاف کو سمجھتے ہوئے اور جانتے ہوئے مصلحت آمیزی سے کام لے رہے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ دیوبندی مسلک کیا ہے اور المہند کی حیثیت مسلک دیوبند میں کیا ہے اور وہ اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ المہند کے خلاف مسلک رکھنے والا قطعاً و یقیناً دیوبندی المسلک نہیں ہے مگر شاید اپنے مصالح کے پیش نظر یہ حضرات ایسے مسلک رکھنے والوں کو وفاق المدارس کی سند دے کر ان کے پکے دیوبندی ہونے کی مہر لگانا ضروری سمجھتے ہیں۔

۳۔ رہی یہ تجویز کہ تحقیق مسائل کی بھی ضرورت ہے تو بحمد اللہ وہ بھی عرصے سے ہو چکی ہے اور ہو رہی ہے اور ہوتی بھی رہتی ہے حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب کی "تسکین الصدور" علامہ خالد محمود کی "مقام حیات" حضرت ناکاروی کی "ہدایۃ الحیران فی جواہر القرآن" اور "حیات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام" وغیرہ کتابیں ان مسائل پر لکھی ہوئی ہیں، راولپنڈی میں حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ نے قدر مشترک پر فریقین کے دستخط حاصل کر کے خود بھی اس پر دستخط فرما دیئے تھے اس کی پوری تفصیل ماہنامہ "تعلیم القرآن" راولپنڈی میں بھی اگست ۱۹۶۲ء کے شمارے میں شائع ہو چکی ہے اس سب کچھ کے باوجود یہ فتنہ بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے اس کی جو وجہ ہے وہ پہ عرض کر دی گئی ہے مگر مسلک معلوم کرنے کیلئے دلائل کے چکر میں پڑنے اور مباحثے کی کیا ضرورت ہے صرف مسائل معلوم کرنے کی ضرورت ہے اس کیلئے اکابر علماء دیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ کی دستاویزی عقائد کی متفقہ کتاب المہند موجود ہے مسلک اکابر علماء دیوبند کے معلوم کرنے کیلئے دلائل کے تحقیق کا مطلب تو یہ ہوا کہ ان اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ بغیر تحقیق کے یہ عقائد لکھ دیئے اور انہیں **هذا معتقدنا و معتقد مشائخنا** لکھ دیا یا اپنے اکابر کی طرف سے کس وجہ

سوءظن ہے اس سوءظن اور عدم اعتماد سے یہ فرقے بنتے ہیں اور بن رہے ہیں

حفظنا اللہ منہا وثبتنا علی الصراط المستقیم

س ۳: باقی رہا ایک محقق کا یہ کہنا کہ ایک بات میں مخالف ہونے سے

دائرہ سنیت سے کیسے نکل جائیں گے اور لاہور کے ایک عالم کا بھی جواب

نقل کرنا جس کا تذکرہ آپ نے خط میں کیا ہے بالکل غلط ہے دوسرا

فرقے سے ایک بات میں اختلاف نہیں ہے بلکہ اکثریت مسائل سے

مسائل سے آپ نے بھی کئی باتوں کے اختلاف کا اس خط میں ذکر کیا ہے

دوسرے یہ بھی غلط ہے کہ ایک بات میں مخالف ہونے سے دائرہ سنیت

سے کیسے نکل جائیں گے کیا ان عالم نے تاریخ عقائد بھی نہیں پڑھی اس

میں لکھا ہے کہ حضرت امام حسن بصری نے واصل بن عطاء کو ایک ہی مسئلہ

منزلۃ بین المنزلتین ثابت کرنے پر فرمادیا تھا "قد اعتزل عنا" اور یہ

رہا یہ بھی اعتقاد ہے تو یہ بات بھی غلط ہے کہ اعتقادات میں تقلید نہیں ہوتی ہر

شخص عقائد میں تحقیق کیسے کر سکتا ہے۔ یہ تو مہمل بات ہے کسی عالم کی

تحقیق پر اعتماد کر کے عقائد رکھے جاتے ہیں ہر شخص تحقیق کا مکلف کیسے بنایا

جا سکتا ہے۔

۳ــــ بعض مسائل ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی وجہ سے دوسرے فرقوں سے اہل سنت والجماعت کو امتیاز حاصل ہوتا ہے اس حیثیت سے ان کو اہمیت حاصل ہوتی ہے اور وہ عام مسائل کی طرح نہیں ہوتے ان کے انکار سے اہل سنت والجماعت سے ان کا خروج لازم آتا ہے جیسا کہ شرح عقائد میں ہے۔

التنبیہ علی نبذای قلیل من المسائل التی بھا یتمیز اھل السنۃ من غیر ھم ، آگے لکھا ہے وبا الجملۃ من لا یری المسح علی الخفین فھو من اھل البدعۃ مسح علی الخفین کے انکار سے ہی بدعتی ہونے کا حکم لگادیا گیا کیونکہ احادیث متواترہ سے ثابت ہونے کے ساتھ اہل تشیع اور خوارج اس کا انکار کرتے ہیں اس لئے اہل سنت والجماعت کا شعار قرار پایا اور اس کا انکار بدعت ہوا۔

اسی طرح عقیدہ حیات النبی ﷺ جو احادیث متواترہ سے ثابت ہے اور ائمہ اربعہ اس کے قائل ہیں المہند میں علماء دیوبند نے اس کی تصدیق فرمائی ہے، اہل سنت والجماعت کے مسلک کے ساتھ (اس کو) ایک خصوصی امتیاز حاصل ہے اس کا انکار کرنے والا اہل سنت سے خارج ہو جاتا ہے پھر عذاب قبر کا انکار اس پر مزید اہل سنت سے خارج کرتا ہے وہ بھی شیعہ اور

خوارج کا مسلک ہے وانکر عذاب القبر بعض المعتزلۃ والروافض
(نبراس ص ۳۲۱)

باقی رہا یہ کہ عقائد میں ظنی دلائل کا اعتبار نہیں ہوتا المہند میں ان کا کیسے اعتبار کرلیا گیا تو اس بارہ میں نبراس شرح عقائد کی عبارت پیش نظر رکھنا کافی ہے۔ (نبراس کے تفصیلی عبارت نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں)۔

ارباب مدارس کو ضروری گزارش

لہٰذا مسلک کے تحفظ کیلئے ضروری ہے کہ تمام ارباب مدارس اپنے فارم داخلہ میں طالب علم کیلئے المہند کے مطابق عقیدہ رکھنے کی شرط عائد کریں اور بصورت دیگر اس کو داخلہ نہ دیا جائے۔ اسی طرح ارباب وفاق بھی الحاق کیلئے اس شرط کو نافذ کریں کہ جن کے عقائد المہند کے خلاف ہوں ان کا الحاق ہرگز نہ کیا جائے۔ تمام ارباب مدارس اور وفاق ایسے تمام حضرات کی اسناد منسوخ کردیں جو اس مسلک دیوبند کے خلاف ہونے کے باوجود ماضی میں اسناد حاصل کر چکے ہیں وفاق بھی اس عقیدہ کے حامل مدارس کا الحاق منسوخ کردے اس کے بغیر مسلک کا تحفظ نہیں ہوسکتا۔

المہند کے بارے میں ہدایت

کتاب المہند کو باقاعدہ دینی اداروں میں پڑھائے جانے کی اس وقت اشد ضرورت ہے اسی طرح اگر اس کا خلاصہ ابتدائی درجوں میں پڑھایا جائے تو انشاءاللہ اس مقصد کیلئے انتہائی مفید ثابت ہوگا۔

دونوں بزرگوں کے مذکورہ اقتباسات سے واضح ہے کہ یہ دونوں حضرات مذکورہ مسئلہ میں کیا عقیدہ رکھتے تھے اور یہ کہ اس نئے گروہ کے متعلق ان کی کیا رائے گرامی تھی۔

مماتی حضرات سے دس سوالات

اس کے بعد حضرت نے اس طبقہ سے چند سوالات کئے جو افادہ عام کیلئے انہیں کے الفاظ میں نقل کئے جاتے ہیں چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں۔ ہر مماتی چھوٹا بڑا، عالم و جاہل ان کا مخاطب ہے ہر مماتی کسی کی تقلید کے بغیر اپنی آخرت کو سامنے رکھ کر جواب دے کر!

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ مسلمان تھے یا مشرک تھے جو رسول اللہ ﷺ کی قبر پر آکر سلام پڑھتے تھے اور حضرت ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہم) پر بھی سلام پڑھتے تھے۔

۲۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ مسلمان تھے یا مشرک تھے جو دمشق سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں باقاعدہ آدمی بھیج کر سلام پیش کرواتے تھے۔

(شفاء قاضی عیاض ص ۱۹۸/ ج ۲)

۳۔ تمام اہل سنت والجماعت جو مذاہب اربعہ کے مقلدین ہیں اور جن کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام جسمانی حیات کے ساتھ قبروں میں زندہ ہیں جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے

نقل کیا ہے اور علامہ سبکیؒ اور جلال الدین سیوطیؒ نے اس بارے میں رسالے لکھے ہیں۔ اب یہ بتایئے کہ تمام اہل سنت والجماعت کا عقیدہ صحیح ہے یا غلط ہے اور یہ حضرات موحد تھے یا مشرک اور گمراہ تھے یا صحیح راہ پر؟

۱۳۔ رسول اللہ ﷺ نے جو یہ ارشاد فرمایا کہ میں نے موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ آپ ﷺ کا یہ فرمان آپ لوگوں کے نزدیک صحیح ہے یا نہیں؟ اور نہ صرف موسیٰ علیہ السلام بلکہ امام بیہقیؒ نے اپنی کتاب حیات الانبیاء میں حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں آپ اس بات کو کیوں نہیں مانتے؟ کیا آپ رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر علم رکھتے ہیں اور آپ ﷺ سے زیادہ توحید کو جانتے ہیں۔ رسول ﷺ نے جو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرما دیا ہے کہ وہ انبیاء کرام کے جسموں کو کھائے اس کو آپ لوگ کیوں نہیں جانتے۔ (اخرجہ ابو داؤد باسناد صحیح فی باب الجمعۃ عن اوس بن اوس الثقفی وابن ماجۃ عن ابی الدرداء باسناد جید)

۵۔ صحیح بخاری (ص ۱۸۰/ ج ۱) میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ میں نے چھ ماہ کے بعد قبر بدلنے کیلئے اپنے والد کو نکالا تو ان کا جسم بالکل اسی طرح تھا جیسا کہ ابھی ابھی رکھا ہو تھوڑا سا کان پر اثر تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ بھی دیگر افراد اُمت کا جسم قبروں میں محفوظ رہ سکتا ہے، یہ بتاؤ کہ تمہیں قبروں کی حیات جسمانی سے کیوں ضد اور عناد ہے؟ کیا تمہارے نزدیک اللہ تعالیٰ کو قبروں میں زندگی بخشنے پہ قدرت نہیں ہے؟ اور یہ کہ امام بخاریؒ و امام مسلمؒ کے بارے میں بتائیں کہ وہ حیات الانبیاء پر کتاب لکھ کر مشرک ہو گئے یا موحد رہے؟

۶۔ حضرات اکابر دیو بند مسلمان ہیں یا مشرک؟ اگر مشرک ہیں تو تم ان کی کتابیں کیوں پڑھتے ہو اور اپنے طلباء کو ان کے مدارس میں کیوں بھیجتے ہو؟ اور نہ صرف علماء دیو بند بلکہ پوری اُمت مسلمہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک جو حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبروں والی حیات کے قائل ہیں جبکہ تمہارے نزدیک مشرک ہیں تو ان کی لکھی ہوئی کتابیں تفاسیر شروح حدیث فقہ فتاویٰ کیوں پڑھتے ہو؟ کیا مشرک کی ذات سے یا کتاب سے علم دین حاصل کرنا جائز ہے؟

۷۔ تمہارے وجود سے پہلے جو تفاسیر اور شروح حدیث لکھی گئیں وہ تمہارے عقیدے میں مشرکوں کی لکھی ہوئی ہیں، کیا ان لوگوں کا ان کتابوں کی اشاعت کرنا اور روایت کرنا اور کتب حدیث کی نشر و اشاعت کرنا معتبر ہے؟ جب یہ حضرات مشرک تھے تو ان کے دین و ایمان علوم و اعمال اور ان کی روایت کردہ اشاعت کردہ کتابوں کا کیا بھروسہ رہا؟

۸۔ اپنا عقیدہ ثابت کرنے کیلئے آپ لوگ پنجابی لہجہ میں گا گا کر سورۃ الزمر کی آیت نمبر ۳۰ انک میت وانهم میتون عوام کو سناتے ہیں اور دھوکہ دیتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ قرآن سے ثابت ہو رہا ہے حالانکہ آیت کریمہ سے صرف موت آنے کا ثبوت ہوتا ہے موت کے بعد زندہ ہونے کی نفی نہیں ہوتی یہ آیت اکابر اہلسنت والجماعت کے سامنے بھی تھی اس آیت کو جانتے ہوئے وہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات فی القبر کے قائل تھے، آپ لوگ ساری اُمت سے بڑھ کر قرآن سمجھنے والے ہو گئے اور ساری اُمت مشرک ہو گئی یہ کیا ایمانداری اور ہوش داری ہے ذرا ہوش کی دوا کرو؟

۹۔ آپ لوگ صاف کیوں نہیں کہتے کہ ہم دیوبندی نہیں ہیں جبکہ ان کے اکابر کو مشرک بھی بتاتے ہو؟

۱۰ ہر سوال کا صحیح اور صریح جواب دیں کسی طرح کی حجت بازی، ہیرا پھیری اور ایچ پیچ سے کام نہ لیں اور یہ یاد رکھیں کہ قیامت کے دن پیش ہونا ہے اور یہ بھی یاد رکھیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ما انا علیہ و اصحابی کو معیار حق بتلایا تھا آپ لوگوں کے نزدیک صحابہ مشرک ہیں اور پوری اُمت بھی مشرک ہے اس پر غور کر کے جواب دیں اور سورۃ نساء کی آیت نمبر ۱۱۵
ومن یشاقق الرسول من بعد ماتبین له الهدی ویتبع غیر سبیل المومنین نوله ما تولی ونصله جهنم وساءت مصیرا۔
کو بار بار پڑھیں اور سوچیں کیا آپ لوگ اس کا مصداق تو نہیں ہیں۔

آیت کا ترجمہ یہ ہے اور جو شخص رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ اس کیلئے ہدایت ظاہر ہو چکی اور مسلمانوں کے راستے کے خلاف کسی دوسرے راستے کا اتباع کرے تو ہم اسکو وہ کام کرنے دیں گے جو وہ کرتا ہے اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔
اس آیت میں غیر سبیل المومنین کی اتباع پر داخلہ دوزخ کی وعید ہے آپ لوگوں نے حضرات صحابہ کرام سے لے کر آج تک کے تمام مسلمانوں کو مشرک کہہ کر اپنی جماعت بنائی۔ اپنے بارے میں غور کر لیں۔

ماہنامہ البلاغ کراچی
جمادی الاخری / رجب ۱۴۲۳ھ

مسئلہ حیات النبی ﷺ

کے بارے میں اکابرین دیوبند کا

فتاوی جات

بد قسمتی سے یہاں پاکستان میں بعض

ایسے ناخلف نام لیوا لوگ موجود ہیں جو اپنے آپ کو علی الاعلان

دیوبندی کہلوانے کے باوجود علماء دیوبند کے متفقہ عقائد کی

کھلم کھلا تردید و تکذیب کرتے ہیں۔

جن کے خلاف صدر مفتی دارالعلوم دیوبند حضرت مفتی مہدی حسنؒ نے

۱۳۷۶ھ میں اہل سنت والجماعت سے اخراج کا فتویٰ دیا

جو بحوالہ "تسکین الصدور" درج ذیل ہے۔

الجواب

آنحضرت ﷺ اپنے مزار مبارک میں بجسدہٖ موجود اور

حیات ہیں آپ ﷺ کے مزار کے پاس کھڑے ہو کر جو سلام

کرتا ہے اور درود پڑھتا ہے آپ ﷺ خود سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔

ہمارے کان نہیں سنتے۔ آپ ﷺ اپنے مزار میں حیات ہیں مزار مبارک کے ساتھ آپ کا خصوصی تعلق بجسدہ وروحہ ہے جو اس کے خلاف کہتا ہے وہ غلط کہتا ہے۔ وہ بدعتی ہے خراب عقیدہ والا ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے یہ عقیدہ صحیح نہیں ہے دو حدیثیں نقل کر دی ہیں اس باب میں بکثرت احادیث وارد ہیں جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا اور جو انکار کرتا ہے وہ بدعتی اور

خارج اہلسنت والجماعت ہے۔

کتبہ السید مہدی حسن [illegible]

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ تحریر فرماتے ہیں:۔

جواب۔ میرا اور میرے اکابر کا عقیدہ ہے

کہ آنحضرت ﷺ اپنے روضہ مطہرہ میں حیات جسمانی کے ساتھ حیات ہیں یہ حیات برزخی ہے مگر حیات دنیوی سے بھی قوی تر ہے۔ جو حضرات اس مسئلہ کے منکر ہیں میں ان کو اہل حق میں سے نہیں سمجھتا۔ نہ وہ علماء دیوبند کے مسلک پر ہیں

آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد اول صفحہ ۹۰، ۹۱

مولانا احمد علی لاہوریؒ

رحمت اللعالمین خاتم النبیین ﷺ کی روضہ اطہر ومنورہ میں حیات مبارکہ کے بارہ میں اکابر علماء دیوبند کا عقیدہ۔ پاکستان میں ان علماء حق کے سنادار عظیم قائد جامع شریعت وطریقت حضرت لاہوریؒ کے ہی مبارک الفاظ میں نقل کردوں تاکہ صحیح عقیدہ سمجھنے میں سہولت رہے "انبیاء علیہم السلام کی حیات فی البرزخ کے بارے میں میرا عقیدہ وہی ہے جو اکابر علماء دیوبند کا ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں اسی جسد عنصری سے زندہ ہیں جو اس دنیا میں تھا۔ وہ حیات باعتبار ابدان دنیوی دنیوی بھی ہے اور باعتبار عالم برزخ برزخی بھی ہے۔ انبیاء کرام کا ابدان دنیوی کے ساتھ ساتھ اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہونا اہل سنت والجماعت کا متفق اور اجماعی عقیدہ ہے ہمارے اکابر دیوبند نے اس پر مفصل اور مدلل ارشادات ثبت فرمائے ہیں۔ جہاں تک مجھے علم ہے یہ مسئلہ اکابر دیوبند میں کبھی مختلف فیہ نہیں رہا میرے خیال میں ہر صاحب بصیرت اس عقیدہ حیات النبی ﷺ کا منکر نہیں ہوسکتا جن کی باطن کی آنکھیں کھلی ہیں ان کے نزدیک تو حضور نبی کریم ﷺ کی روضہ اطہر کی حیات بدیہات میں سے ہے"

احقر الانام احمد علی عفی عنہ (خدام الدین ص ۶)

مسئلہ حیات النبی ﷺ کے متعلق

اکابر دیوبند کا مسلک = علمائے دیوبند کا متفقہ اعلان

حضرت اقدس نبی کریم ﷺ اور سب انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے
بارے میں اکابر دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی قبروں
میں زندہ ہیں اور انکے ابدان مقدسہ بعینہٖ محفوظ ہیں۔
اور جسد عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے اور
حیات دنیوی کے مماثل ہے ------ صرف یہ ہے کہ احکام شرعیہ
کے وہ مکلف نہیں ہیں۔ لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں۔ اور روضہ اقدس میں
جو درود پڑھا جائے بلا واسطہ سنتے ہیں۔ اور یہی جمہور محدثین اور متکلمین
اہلسنت والجماعت کا مسلک ہے۔ اکابر دیوبند کے مختلف رسائل میں یہ
تصریحات موجود ہیں۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کی تو مستقل تصنیف
حیات انبیاء پر "آب حیات" کے نام سے موجود ہے حضرت مولانا
خلیل احمد صاحب جو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے ارشد خلفاء میں سے
ہیں ان کا رسالہ المہند علی المفند بھی اہل انصاف ------ اور اہل بصیرت
کے لئے کافی ہے۔ اب جو اس مسلک کے خلاف دعویٰ کرے اتنی بات
یقینی ہے کہ ان کا اکابر دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں رہا۔

تصدیق کنندگان

اکابرین علماء دیوبند

۱۔ مولانا محمد یوسف بنوری عفا اللہ عنہ مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی نمبر ۵

۲۔ مولانا عبدالحق عفی عنہ مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

۳۔ مولانا محمد صادق عفا اللہ عنہ سابق ناظم محکمہ امور مذہبیہ بہاولپور

۴۔ مولانا ظفر احمد عثمانی عفا اللہ عنہ شیخ الحدیث دارالعلوم اسلامیہ ٹنڈو الہ یار سندھ

۵۔ مولانا شمس الحق عفا اللہ عنہ صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

۶۔ مولانا محمد ادریس کان اللہ لہ شیخ الحدیث جامع اشرفیہ لاہور

۷۔ مولانا مفتی محمد حسن مہتمم جامع اشرفیہ لاہور

۸۔ مولانا محمد رسول خان عفا اللہ عنہ جامع اشرفیہ نیلا گنبد لاہور

۹۔ مولانا مفتی محمد شفیع عفا اللہ عنہ مہتمم دارالعلوم کراچی نمبر ۹

۱۰۔ مولانا احمد [illegible] امیر نظام العلما پاکستان و امیر انجمن خدام الدین لاہور

(از پیام مشرق ماہنامہ ستمبر ۱۹۶۰ء) [illegible]

ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی کا ایک فتوی

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کا ایک فتوی ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی کے شمارہ بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۷۸ھ میں ص ۳۸ پر شائع ہوا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔

"حیات دنیوی ظاہری کا تو دنیا میں کوئی بھی قائل نہیں، قرآن کریم کی اتنی صریح مخالفت کون مسلمان کر سکتا ہے، جو بھی قائل ہیں حیات برزخی کے قائل ہیں۔"

یہ فتوی ۲۳/ ۱۲/ ۷۷ھ کا مرقومہ ہے حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کا یہ فتوی جب شائع ہوا تو ایک بزرگ عالم نے مفصل استفسار مرتب فرما کر حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ سے اس فتوی کی وضاحت طلب فرمائی جس پر حضرت مفتی صاحب نے تفصیلی وضاحتی بیان ارقام فرمایا جس کو ماہنامہ "الصدیق" ملتان بابت ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۸ھ میں شائع کر دیا گیا تھا۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کا وضاحتی بیان

مخدوم العلماء والفضلاء حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم۔ ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی جلد ۱ شمارہ نمبر ۱۱ ماہ ستمبر ۱۹۵۸ء ص ۳۸ میں مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں جناب کا ایک فتوی شائع ہوا ہے۔ اس کے ابہام و اجمال کی وجہ سے بہت سے ناظرین کو مغالطہ ہوا یا غلط فہمی ہوئی ہے۔

لہٰذا مودبانہ عرض ہے کہ مندرجہ ذیل امور کی تشریح فرما کر مغالطہ اور غلط فہمی کو دور فرمایا جائے۔

(۱) عالم برزخ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بجسدہ العنصری حیات دنیوی کی طرح زندہ ہیں' یا روح کا جسم سے کوئی تعلق نہیں۔ گو جسم سلامت مانا جائے' حیات صرف روحانی ہے۔ آپ کا کیا عقیدہ ہے؟

(۲) عالم برزخ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بجسدہ العنصری زندہ اعتقاد کرنا' آیا اکابر دیوبند کا متفق علیہ مسئلہ ہے یا مختلف فیہ؟

(۳) اگر متفق علیہ مسئلہ ہے تو جو علماء عالم برزخ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات جسمانی کے منکر ہو کر صرف حیات روحانی کے قائل ہیں۔ اور قائل ہی نہیں' بلکہ شب و روز حیات جسمانی کی تردید کو موضوع بحث بنائے ہوئے ہیں اور آپ کے محولہ بالا فتویٰ کو (جو لف ہذا ہے) تائید میں پیش کرتے ہیں۔ کیا یہ اس مسئلہ میں دیوبندیت سے بٹے ہوئے یا بالفاظ دیگر دیوبندیت سے خارج ہیں یا نہیں؟ اور آپ کے فتویٰ کو ان کا تائید میں پیش کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ (۴) اگر تائید میں پیش کرنا صحیح نہیں تو جناب اپنے فتویٰ کی ایسی مفصل تشریح فرمادیں کہ مغالطہ اور غلط فہمی دور ہو جائے۔

بینوا توجروا السائل۔ یکے از خدام علماء دین ملتان ۹/۴/۶۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومنا المحترم دامت معالیکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوالات کے جواب سے پہلے یہ عرض ہے کہ میرے خیال میں پہلے بھی میری تحریر کا منشاء کچھ زیادہ مبہم نہ تھا مگر تعمیل ارشاد کے لئے مزید توضیح عرض کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ میرے نزدیک عوام کا یہ اجمالی عقیدہ کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں ان کے ایمان اور نجات کے لئے کافی ہے ان کے ذہنوں کو اس کی تفصیلات میں الجھانا مناسب نہیں۔

(۲) جمہور امت کا عقیدہ اس مسئلے میں یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام برزخ میں جسد عنصری کے ساتھ زندہ ہیں۔ ان کی حیات برزخی صرف روحانی نہیں بلکہ جسمانی حیات ہے جو حیات دنیوی کے بالکل مماثل ہے بجز اس کے کہ وہ احکام کے مکلف نہیں ہیں بلکہ ان کی حیات برزخی کے کچھ آثار بعض دنیوی احکام میں بھی باقی ہیں ---------- مثلاً میراث کا تقسیم نہ ہونا۔ ان کی ازواج مطہرات سے بعد وفات کسی کا نکاح جائز نہ ہونا۔ متقدمین میں امام بیہقی کا اور متاخرین میں شیخ جلال الدین سیوطی کا مستقل رسالہ اس مسئلے کی توضیح کے لئے کافی ہے جن میں ان روایات حدیث پوری تحقیق کے ساتھ درج ہیں بیہقی نے فرمایا۔

ولحیاۃ الانبیاء بعد الممات شواہد من الاحادیث الصحیحۃ

------ . -------- اس میں تصریح ہے کہ موت کے بعد ان کی حیات
احادیث صحیح سے ثابت ہے اور یہ ظاہر ہے کہ موت صرف جسم پر آتی ہے روح پر
نہیں۔ اس لئے حیات بعد الموت وہی ہو سکتی ہے جس میں جسم بھی شریک ہو۔ اس
حیات کو صرف روحانی کہنے کے کوئی معنی نہیں۔

اور شفاء السقام میں امام حدیث وفقہ تقی الدین سبکی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب
کا نواں باب اسی مسئلہ کی تحقیق کے لئے لکھا ہے اس میں انبیاء علیہم السلام کے لئے
بعد وفات کے حیات جسمانی حقیقی ثابت کرنے کے لئے فرمایا ہے وقد ذکرناہ من
جماعة من العلماء وشهد له صلوة موسى عليه السلام في قبره
فان الصلوة يستدعي جسدا حيا وكذلك الصفات المذكورة
في الانبياء ليلة الاسراء كلها صفات الاجسام ولا يلزم من كونها حقيقة ان يكون
الابدان معها كما كانت في الدنيا من الاحتياج الى الطعام والشراب
فليس في العقل ما يمنع من اثبات الحياة الحقيقية لهم
(شفاء الاسقام سبکی ص ۱۳۴)

اس کے بعد شہداء کی حیات برزخی پر بحث کرتے ہوئے فرمایا۔ فلم
يبق الا انها حيات حقيقية الآن وان الشهداء احياء حقيقة وهو
قول جمهور العلماء لكن هل ذلك للروح فقط او للجسم معها
فيه قولان۔ اس کے بعد اس قول ثانی کو ترجیح دی ہے کہ یہ حیات
حقیقی صرف روح کے لئے نہیں، بلکہ جسد کے لئے بھی ثابت ہے اور ظاہر ہے کہ
جب عام شہداء امت کے لئے برزخ میں حیات حقیقی جسمانی ثابت ہے تو انبیاء کی
حیات یقیناً ان سے اعلیٰ واقویٰ ہی ہو گی۔ خلاصہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات

بعد الموت حقیقی جسمانی مثل حیات دنیوی کے ہے۔ جمہور امت کا یہی عقیدہ ہے۔ اور یہی عقیدہ میرا، اور سب بزرگان دیوبند کا ہے۔

(۳، ۴) مسئلہ مذکور الصدر کی تحقیق میں یہ بھی آچکا ہے کہ صرف حیات روحانی کا قول جمہور علماء امت کے خلاف ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ دیوبندیت کوئی مستقل مذہب نہیں۔ سلف اور جمہور اہل سنت والجماعت کے مکمل اتباع ہی کا نام دیوبندیت ہے جو عقیدہ جمہور اہل سنت والجماعت کے خلاف ہے۔ وہ دیوبندیت کے بھی خلاف ہے۔

میرے سابقہ فتویٰ سے حیات جسمانی کے انکار پر سند پکڑنا صریح ظلم اور میرے کلام کی تحریف ہے۔ واللہ الموفق للسداد۔

(دستخط)

بندہ محمد شفیع غفرلہ دارالعلوم کراچی ۱۳۔ ۳۔ ۸۷ھ

(نشان مہر دارالعلوم ۲۰۔ ۳۔ ۸۷ھ)

حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت جناب مولانا مفتی محمد عبدالسلام صاحب چاٹگامی مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امابعد یہ کہ دارالافتاء بنوری ٹاؤن کے جانب سے حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فتویٰ چھپ چکا ہے، جس میں دارالافتاء کے دوسرے مفتی حضرات کے دستخط بھی موجود ہے، ان میں سے حضرت مفتی نظام الدین شامزی صاحب نے رجوع کیا ہے اور دارالافتاء کے فتویٰ پر اعتراض بھی کیا ہے، دستخط برماء غفلت اور دارالافتاء کے مفتیوں پر اعتماد کرنا بتایا ہے، اب آپ سے دریافت امر یہ ہے کہ آپ کا فتویٰ صحیح تھا یا غلط، فی الحال آپ لوگوں کی رائے کیا ہے۔

حیاۃ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں علمائے دیوبند اہل السنۃ والجماعت کا واضح موقف کیا ہے کہ آپ حضرات کہ متضاد فتوے کا سلسلہ کب تک رہے گا، آئے دن یہ سلسلہ چل رہا کہ دارالافتاء کی جانب سے ایک جواب صادر کیا جاتا ہے، جامعہ کے دوسرے مفتی یا غیر مفتی کی جانب سے دوسرا جواب آجاتا ہے، جسمیں صحیح رہنمائی کی جائے ورنہ عوام بے چارے ویسے بھی دین سے ناواقف ہیں جس

کی وجہ سے گمراہی میں ہیں، پھر آپ لوگوں کی جانب سے اس طرح متضاد فتوے آتے رہیں گے تو وہ بے چارے کس طرف جائیں گے، وہ بھی ایک ہی ادارہ سے یہ بہت بڑی بات ہے، عوام میں اس کے کیا اثرات پڑیں گے خود سوچیں!

آپ لوگ وارث انبیاء ہیں، علوم دین اور علوم اسلامیہ کے حامل ہیں، ہمیں صحیح رہنمائی فرمائیں، گمراہی سے بچائیں، اللہ تعالیٰ آپ کو اور سب عالم دین کو اس سے بچائے۔ مزید کیا لکھوں چند احباب جو کہ عقیدہ تمند ہیں حیات النبی ﷺ کی۔

شجاع آباد

جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن سے
مفتی عبدالسلام صاحب کا مفصل و مدلل جواب

قبر میں حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ حیات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر امت اسلامیہ کا اجماع ہے

حامداً و مصلیاً و مسلماً ! اما بعد یہ کہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آپ لوگوں کا سوال اور شکوک وشبہات پر مشتمل تحریر ملی۔ ارادہ تو نہیں تھا اس بارے میں کچھ لکھوں لیکن آپ لوگوں کی تحریر اور اطراف و جوانب سے آئے ہوئے خطوط نے مجبور کیا کہ کچھ وضاحت لکھ دینا ضروری ہے لہٰذا مزید وضاحت کے ساتھ چند سطور لکھ دیئے امید ہے کہ اس سے تشفی ہوگی اور سب شکوک وشبہات بھی دور ہو جائیں گے۔

دراصل ہمارے اکابرین دیوبند کثر اللہ سوادہم کا فتویٰ تو وہی ہے جو جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن سے جاری ہوا ہے، وہ یہ کہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام وشہداء کرام کی حیات کا عقیدہ نصوص شرعیہ اور اجماع سے ثابت ہے۔ باتفاق علماء اہل سنت والجماعت تمام اکابرین علماء دیوبند اس کو جماعت دیوبندیہ کیلئے معیار قرار دیتے ہیں۔

اور اس کے خلاف منکرین حیات النبی والانبیاء وشہداء کو مبتدع اور اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج قرار دیتے ہیں، ان منکرین حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء اور امامت کو مکروہ تحریمی فرماتے ہیں۔ تفصیلات دلائل سے آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

اس کی تفصیل یوں سمجھئے کہ ہم نے جو کہا ہے کہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ حیات انبیاء علیہم السلام والشہداء تو نصوص قرآنی اور احادیث و آثار کثیرہ سے ثابت ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور شہداء کی ارواح کا تعلق و ربط اپنے اجساد عنصریہ کے ساتھ حیاۃ دنیویہ کی طرح ہے بلکہ اس سے بھی قوی تر ہے۔ فرق یہ ہے کہ دنیوی حیات کو ہم محسوس کرتے ہیں، اور بعد از وفات حیات کو ہم محسوس نہیں کر پاتے لیکن نصوص و روایات کے ذریعہ سے جب معلوم ہو گیا ہے کہ وہ زندہ اور حیات ہیں، اگرچہ ہم محسوس نہیں کرتے تو اس پر ایمان وعقیدہ ضروری اور واجب ہے۔

اس حیات النبی اور حیات انبیاء کے حوالے سے حیاۃ النبی کا مسئلہ اتنا اہم ہے کہ ان کی حیاۃ شہداء اور دوسرے مومنین کی حیاۃ کے مقابلہ میں جداگانہ حیثیت رکھتی ہے۔ چنانچہ بعض احکام شرعیہ میں وہ شہداء اور دوسرے مومنین سے بھی ممتاز ہیں، مثلاً انبیاء کی وفات کے بعد ان کی جائیداد میں وراثت جاری نہیں ہوتی، ان کے اموال وارثوں میں تقسیم نہیں کئے جاتے۔ (۲) انبیاء علیہم السلام کی وفات کے بعد ازواج مطہرات سے کسی ایماندار کا نکاح درست نہیں جبکہ شہداء اور بعض دوسرے مومنین بھی حیات ہوتے ہیں مگر شہداء اور دوسرے ایمانداروں کی ازواج سے بعد عدت دوسرے مسلمانوں کا نکاح درست ہے ان کے مال میں وراثت جاری ہوتی ہے۔ (۳) انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو مٹی نہ کھا سکتی ہے نہ فنا کر سکتی، وہ اجسام دنیویہ کے ساتھ قبر میں محفوظ اور زندہ ہوتے ہیں یہی تمام علمائے اہل السنۃ والجماعت کا عقیدہ اور جماعت علمائے دیوبند کا بھی عقیدہ ہے۔

علمائے دیوبند سے منسوب جن لوگوں کے دلوں میں زیغ اور کجی یا کسی

قسم کی کمزوری ہے تو وہ طرح طرح کے شکوک و شبہات میں مبتلا ہو کر خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

جبکہ علمائے اہل السنۃ والجماعت خاص کر علمائے دیوبند کا مسلک اس بارے میں بالکل بے غبار اور صحیح ہے جگہ جگہ اپنی تحریروں میں تالیفات و تصنیفات میں یہ مسلک واضح طور پر بیان کیا ہوا ہے۔

> کہ روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر جا کر درود و سلام پڑھنے والے کے درود و سلام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلا واسطہ سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں اور دور سے درود و سلام پڑھنے والوں کے درود و سلام کو آپ تک روضۂ شریف میں فرشتے پہنچاتے ہیں (امداد الفتاویٰ ص ۱۱۰ ج ۵) پھر بھی کوئی دیوبندی اگر اس سے اختلاف رکھتا ہے اور حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہوتے ہیں تو یہ ان کی ذاتی رائے اور اس کی سینہ زوری ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام اہل السنۃ والجماعت کے خواص و عوام کو اس گمنڈ اور سینہ زوری سے بچائے اور ہم سب کو راہ اعتدال نصیب فرمائے اور صراط مستقیم پر قائم رہنے کی توفیق بخشے۔

لہٰذا دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کی جانب سے دوبارہ یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ ان کا عقیدہ اور مسلک وہی ہے جو فتویٰ ۲۰/۶/۱۴۲۱ھ ۳۲۷۔۳۰/ جاری کردہ مورخہ ۲۱/۶/۱۴۲۱ھ میں درج ہے اس فتویٰ میں دیئے گئے جوابات بندہ حقیر اور دیگر رفقائے دارالافتاء کے نزدیک بالکل صحیح اور درست

ہیں، قرآن و حدیث سے مبرہن و مدلل ہیں، مزید کچھ دلائل و شواہد کے ساتھ اس کی وضاحت کی جاتی ہے۔

دنیا کی حیات اور موت کی حقیقت

تمام انسان کو دنیا میں آنے کے بعد اجل مسمی پوری کر کے پھر ایک مرتبہ دنیوی زندگی کو خیر باد کہہ کر آخرت کی طرف جانا پڑتا ہے۔ نقل اور عقل، مشاہدے سے یہ بات ثابت اور مقرر ہے، انسان کی پیدائش سے لے کر اجل مسمی پوری کرنے تک کی زندگی کو حیات دنیوی کہا جاتا ہے اور یہ حیات اس لئے دی گئی ہے کہ انسان اس میں رہ کر اللہ اور اس کے رسول کے فرمان کے مطابق ایمان و عمل کو درست کر کے آخرت کی کامیابی حاصل کرنے کی فکر کرے۔ آخرت کی ابدی زندگی کی راحت و آرام کے لئے سعی کرے اور آخرت کی ابدی عذاب و سزا سے اپنے آپ کو بچانے کی فکر کرے۔

کیونکہ بعض روایت میں ہے کہ دنیا اور دنیا کی چیزوں کو انسان کے واسطے بنایا گیا مگر انسان کو آخرت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

بعض روایت میں یہ بھی ہے:

الدنیا مزرعة الاخرة

دنیا آخرت کے واسطے کھیتی کی جگہ ہے۔

جو لوگ یہاں سے ایمان و عمل درست کر کے جائیں گے وہ ہمیشہ ہمیشہ کی راحت

و آرام اور آخرت کی نعمتوں میں رہیں گے اور جو لوگ ایمان و اعمال کو خراب کریں گے وہ ہمیشہ ہمیشہ تکلیف اور سزا بھگتیں گے۔

تو انسان جب دنیوی حیات پوری کر کے آخرت کی طرف جانے لگتا ہے تو بیچ کی گھاٹی موت آتی ہے۔ موت کے بعد جب قبر کی زندگی شروع ہوتی ہے تو قبر میں سوالات ہوتے ہیں کہ دنیوی زندگی اللہ و رسول کے احکام کے مطابق گزاری ہے یا اللہ و رسول کے احکام کے خلاف گزاری ہے۔ اس پر ابتدائی سوالات اور پوچھ گچھ ہیں۔ پہلا سوال یہ ہوتا ہے کہ تمہارا رب کون ہے، دوسرا سوال یہ ہوتا ہے کہ تمہارا دین اور مذہب کیا ہے، تیسرا سوال یہ ہے کہ تمہاری دینی رہنمائی کے لئے جو رسول بھیجا گیا تھا وہ کون ہے۔ انسان اگر ان سوالات کے جوابات میں کامیاب ہوتا ہے تو گویا ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی کے تمام مراحل میں کامیابی سے ہمکنار ہونے کی امید ہوتی ہے اور راحتوں کی زندگی شروع ہوتی ہے، انسان قبر میں راحتوں کی ان چیزوں کو محسوس کرتا ہے اور جب انسان قبر کے سوالات و جوابات میں ناکام ہوتا ہے اور ان سوالات کے جوابات نہیں دے پاتا بلکہ سوال کے جواب میں صاف جواب دیتا ہے کہ میں تو کچھ نہیں جانتا۔ پھر قبر کی زندگی ہی سے تکلیف والے حالات پیش آنے لگتے ہیں یہیں سے پریشانی کی زندگی شروع ہوتی ہے، ابتدائی عذاب و سزا کا معاملہ شروع ہوتا ہے، انسان ان کو بھی محسوس کرتا ہے۔ نصوص و احادیث میں ان کی تفصیلات موجود ہیں۔

تو حاصل یہ نکلا کہ انسان مرنے کے بعد ختم نہیں ہو جاتا بلکہ ایک زندگی سے دوسری زندگی کی طرف جاتا ہے۔ دونوں زندگی کے درمیان موت پل کی طرح

ہوتی ہے۔ مرنے کے بعد قبر میں اس کی روح لوٹا دی جاتی ہے، اگر انسان ایماندار ہے تو ابتدائی سوالات کے صحیح جوابات دیدیتے ہیں تو قبر میں وہ راحت اور آرام کی زندگی گزارتا ہے اور انسان کا حال اگر برا ہوتا ہے تو سوالات کے جوابات نہیں دے پاتے، موت میں سختی اور پھر قبر میں سختی ہوتی ہے۔ حدیث میں ہے:

القبر حفرة من حفر النار أو روضة من رياض الجنة.

تو دنیا کی زندگی ایمان وعمل کی زندگی ہوتی ہے۔ قبر کی زندگی (قیامت کبریٰ حساب وکتاب تک کا زمانہ تک) کی ہوتی ہے اس کو عالم برزخ کی زندگی کہا جاتا ہے یہ اخروی زندگی کا ابتدائی حصہ ہے اس عالم برزخ میں انسان اور اس کی روح جو کہ اعلیٰ علیین یا اسفل السافلین ہوتی ہے سے تعلق رہتا ہوتا ہے۔ آدمی نیک ہوتا تو جنت کی خوشبو اور ہوا اور نعمتوں سے متمتع ہوتا ہے اور اگر بد ہوتا ہے تو جہنم کی بدبو اور گرم ہوا اور دوسری تکالیف سے متاثر اور رنجیدہ ہوتا ہے اور یہ سب کچھ روح اور جسم دونوں پر ہوتے ہیں۔ رہا یہ کہ دنیا کے انسانوں کو اس کا احساس نہیں ہوتا اس کا پتہ نہیں چلتا تو یہ ضروری نہیں ہے کہ انسان عالم دنیا میں ہوتے ہوئے عالم آخرت کے امور کو محسوس کرے۔ اللہ تعالیٰ نے شہداء کے بارے میں فرمایا:

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ
وَلَٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ۝ (البقرہ)

جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہوتے ہیں ان کو تم مردہ مت سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں البتہ زندگی کا شعور تمہیں نہیں ہے۔

تم کو ان کی حیات کا احساس نہیں ہوتا اور عدم احساس یہ عدم حیات کی دلیل نہیں ہے بلکہ رب العالمین نے اعلان فرمادیا ہے کہ وہ زندہ ہیں تمہیں اس کا شعور

نہیں ہے۔ لہٰذا ہر ایماندار کو اس پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ اس کے خلاف عقیدہ رکھنا کفر اور گمراہی ہے۔ جب تقریر مذکور سے واضح ہوا کہ دنیوی حیات عارضی حیات اور فانی ہے اس کے بعد ہر انسان کو موت آتی ہے، سفر آخرت میں جاتا ہے۔

کل نفس ذائقۃ الموت

ہر جاندار موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے۔

موت، عالم دنیا اور عالم آخرت کے درمیان پل کی طرح ہے اس سے انسان ختم نہیں ہوتا فنا نہیں ہوتا بلکہ ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف منتقل ہو جاتا ہے تو اس سے موت کی حقیقت بھی معلوم ہوگئی اور عالم برزخ کا مفہوم بھی معلوم ہو گیا۔ دوسرے عالم، عالم آخرت کے دو حصے ہیں پہلا حصہ جو کہ عالم برزخ اور قبر کی زندگی ہے، انسانی روح وہاں لوٹا دی جاتی ہے تا کہ سوالات و جوابات ہوں پھر اعلیٰ علیین یا اسفل السافلین میں نے رکھ دیا جاتا ہے مگر جسم کے ساتھ روح کا تعلق و ربط بدستور رہتا ہے۔ ارواح کے ساتھ اچھا اور برا جو کچھ ہوتا ہے اجسام بھی اس سے متاثر ہوتے ہیں اگرچہ دنیا کے انسان کو اس کی خبر اور شعور نہیں ہوتا۔ احادیث میں قبر کے اندر انبیاء علیہم السلام کا نماز پڑھنا اور بہت سے صحابہ کرام کا تلاوت کرنا اور بہت سے انسانوں پر سانپ کا مسلط کر دیا جانا عذاب اور سزا کا معاملہ جانا ثابت ہے اور یہ برزخی حیات کی زندگی تمام انسانوں کے لئے مقرر اور متعین ہے۔

یہاں پر ایک دوسری چیز کا جاننا بھی ضروری ہے وہ یہ کہ عالم دنیا میں جیسا کہ سارے انسان ایک ہی درجے کے نہیں ہوتے بلکہ ان کے درجات اور

مراتب متفاوت ہوتے ہیں۔ ان میں نیک ہوتے ہیں۔ اور نیکوں میں بھی سب برابر نہیں ہوتے بلکہ الگ الگ درجات اور مراتب کے ہوتے ہیں بعینہ اسی طرح عالم برزخ اور عالم آخرت کی زندگی جو کہ دائمی اور ہمیشہ کی زندگی ہے اس میں بھی انسان الگ الگ درجات اور مراتب کے ہوتے ہیں۔ کچھ انسان تو اعلیٰ ترین ذات وصفات کے مالک ہوتے ہیں جیسے انبیاء علیہم السلام پھر صدیقین وشہداء کے درجات ہوتے ہیں پھر صالحین اور عام مؤمنین کے درجے ہوتے ہیں۔ تو جو انسان اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذات وصفات کے لحاظ سے اعلیٰ ترین انسان ہوتے ہیں۔ ان کو بھی موت آتی ہے۔

انک میت وانھم میتون آپ نے بھی مرنا ہے اور دوسروں نے بھی لیکن انبیاء علیہم السلام کی موت دوسرے انسانوں کی موت کی طرح نہیں وہ انبیاء علیہم السلام بھی عالم برزخ اور قبر میں رہتے ہیں لیکن دوسرے اور تیسرے اور چوتھے درجہ کے انسانوں کی طرح نہیں ہیں۔ ان کا بھی حشر ہوگا۔ لیکن دوسرے انسانوں کی طرح نہیں ان کا بھی حساب وکتاب ہوگا مگر دوسرے انسانوں کی طرح نہیں۔ اس فرق مراتب کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ اسی وجہ سے کہا گیا ہے۔

گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

حدیث میں ہے۔ انزل الناس منازلھم۔ ہر انسان کو اپنے اپنے مقام پر رکھو۔ انبیاء علیہم السلام کو انبیاء کی جگہ پر، صدیقین وشہداء کو ان کے مقام پر عام صالحین اور مؤمنین کو ان کی جگہ پر۔ جب یہ بات معلوم ہوگئی تو تیسری بات یہ بھی جان لو کہ انبیاء علیہم السلام جو کہ اعلیٰ ترین انسان ہیں اُن کے اوپر انسانوں کا اور

کوئی وجہ نہیں ہے۔ تو ان کی حیات برزخی اور عالم آخرت کی حیات بھی اعلیٰ
ترین حیات ہوگی۔ عام انسانوں کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ارفعیت اور
بلندی کا اندازہ نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی نے ان ارفع و اعلیٰ انسان بنایا ہے
وہی ان کے مراتب کو جانتا ہے یہی حال ان کی حیات برزخیہ کا ہے۔ وہ بیک
وقت عالم بالا میں مشاہدہ حق جل تعالیٰ سے بھی متمتع ہوتے ہیں۔ اور عالم سفلی
زمینی مخلوق سے بھی ان کا ارتباط ہوتا ہے۔ پھر ان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں
سید الانبیاء و خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بلندی درجات اور شان رفعت کا کیا
ٹھکانہ ہو سکتا ہے۔ وہ اللہ ہی جانتا ہے۔ عام انسان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔
عام انسان اس ذات ستودہ صفات کے نہ کمالات کو احاطہ کر سکتے ہیں۔ نہ اس کے
مقامات عالیہ کا ادراک کر سکتا ہے نہ کسی کو آپ کی پوری مدح اور تعریف کی قدرت
ہے تو ایسی ذات باصفات کی حیات برزخیہ کا پورا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ اسی
واسطے حضرت مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کہا ہے۔

ثنا جاتے اگر باید بیان کرد   بہ بیتے ہم قناعت می تواں کرد
محمد از تو می خواہم خدا را   خدایا از تو حب مصطفیٰ را

مگر نفس انسانی کی حیات بعد الممات اور تمام انبیاء علیہم
الصلوٰۃ والسلام کی حیات طیبہ بعد از وفات کے عقیدہ کا ثبوت نصوص و روایات
سے ملنے کے ساتھ ساتھ درایت سے بھی ثابت ہے کیونکہ ہر ذی عقل و ذی فہم
بھی اس بات

کو سمجھ سکتا ہے کہ جس شخص نے بھی آپ کی زندگی میں کلمہ پڑھا یا بعد میں پڑھا اور قیامت تک کلمہ پڑھے گا ان میں ہر شخص تو آپ کی زندگی میں آپ کو جس طرح رسول سمجھتا ہے اور آپ کی وفات کے بعد بھی آپ کو رسول ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے اور رسول جسم و روح دونوں چیزوں کا نام ہے، جیسے دنیا میں وہ جسم مع الروح رسول تھے، وفات کے بعد بھی عالم برزخ میں جسم مع الروح رسول ہیں، رسول یا رسول کا کوئی حصہ فنا نہیں ہو سکتا اور یہی حال تمام انبیاء علیہم السلام کا ہے۔ سب رسول اپنے اجسام عنصریہ اور ارواح کے ساتھ قبر میں زندہ ہیں، سب پر ایمان لانا تمام مسلمانوں پر لازم اور ضروری ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دوسرے رسولوں میں فرق یہ ہے کہ دوسرے انبیاء اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شرائع ہمارے رسول کے بعد منسوخ ہو گئی ہیں لیکن رسول اور انبیاء حضرات اپنے منصب رسالت و نبوت پر پھر بھی فائز ہیں، اس لئے قیامت تک آنے والے انسانوں پر تمام انبیاء پر ایمان لانا ضروری ہے وہ اپنی دنیوی زندگی میں رسول اور نبی تھے، دنیا سے جانے کے بعد بھی عالم برزخ میں رسول و نبی ہیں، ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔ جس سے حیاۃ الانبیاء کا عقیدہ ثابت ہوتا ہے۔

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

کتاب اللہ اور سنت رسول کی روشنی میں

واضح رہے کہ بعد از وفات عالم برزخ میں حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم و دیگر انبیاء علیہم السلام کی حیات کا ثبوت ادلہ اربعہ سے ملتا ہے یہاں پر بطور نمونہ چند نصوص قرآنی اور احادیث رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پیش خدمت ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ کا قول:

وَاسْأَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا أَجَعَلْنَا مِنْ
دُونِ الرَّحْمَٰنِ آلِهَةً يُعْبَدُونَ ۝ (زخرف)

آیت مذکورہ کی تفسیر میں مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ اس آیت سے حیات انبیاء علیہم السلام ثابت ہوتی ہے، چنانچہ علامہ کشمیری رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یستدل بهذه الآية على حياة الانبياء ؕ

(مشکلات القرآن، ص ۲۳۴، وکذا فی الدر المنثور، ج ۶،
ص ۱۶، روح المعانی ص ۸۰، ج ۲۵، جص ص ۸۸، ج ۳)

۲۔ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ
لِقَائِهِ ۔ الخ (الم سجدہ)

اس آیت کی تفسیر میں شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ معراج کی رات ان سے ملے تھے اور جن کی بار موضح القرآن، اس وقت حیات تھے آپ کی ملاقات جسد عنصری سے ہوئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام

وفات پا چکے تھے، آپ سے ملاقات جو ہوئی وہ بھی جسد عنصری کے ساتھ ہوئی، اس لئے من لقائہ فرمایا من لقاء روحہ نہیں فرمایا تو ملاقات تو صراحت النص سے ثابت ہے اور حیاۃ انبیاء اقتضاء النص سے ثابت ہے، اصول میں دونوں کو حجت مانا گیا ہے۔

۳۔ شہداء کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

قال تعالیٰ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ
بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ۝ (بقرہ)

۴۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ۚ بَلْ
أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ۝ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ
فَضْلِهِ ۚ (آل عمران)

یہ دونوں آیات حیات شہداء کے بارے میں نازل ہوئیں۔
شہداء کے بارے میں جو لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ مردار ہو گئے
قرآن میں اللہ تعالیٰ نے سختی کے ساتھ ان کی تردید فرمائی۔

کہ جو لوگ اللہ کے راستہ میں شہید ہو گئے ہیں تم لوگ انہیں نہ مردہ سمجھو نہ مردہ کہو کیونکہ یہ لوگ زندہ ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ ان آیات کے بارے میں لکھتے ہیں:

۵۔ و اذا ثبت انهم احياء من حيث النقل فانه يقويه من
حيث النظر كون الشهداء بنص القرآن والانبياء
افضل من الشهداء۔ (ص ۳۷۹، ج ۲)

یعنی جب شہداء کے بارے میں از روئے نص اور نقل حیات ثابت ہے کہ وہ زندہ ہیں تو انبیاء علیہم السلام تو شہداء سے افضل ہیں ان کے درجات اعلیٰ و ارفع ہیں تو صراحت النص سے حیاۃ شہداء ثابت ہوئی اور دلالۃ النص سے حیات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ثابت ہوئی ہے کہ وہ بھی زندہ ہیں، کیونکہ شہیدوں کی شہادت انبیاء علیہم کی وجہ سے ہے اور ان کا درجہ انبیاء علیہم والسلام سے دو درجہ بعد کے ہیں، ان کی حیات جب صراحت قرآن سے ثابت ہے تو انبیاء کی حیاۃ دلالت اور اقتضاء النص سے ثابت ہے۔

- حق تعالیٰ نے قرآن حکیم کے اندر فرماتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ○

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے اپنے نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر (ان کی دنیا کی زندگی میں اور برزخ کی زندگی میں ہر حال میں ان پر) درود بھیجا کرو، سلام بھیجا کرو۔

اللہ تعالیٰ بذات خود حی وقیوم ہے اور اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج رہا ہے اپنے نبی کی طرف رحمتوں کے ساتھ متوجہ ہیں۔ کیا حبیب اور نبی کے لئے یہ شان مناسب ہے کہ وہ بے جان مردہ پڑا رہے اور اپنے آقا سے لاتعلق اور بے حس پڑے رہیں، ہرگز نہیں ہو سکتا بلکہ آپ کی اخروی اور برزخی حیات تو عالم علوی کے لحاظ سے دنیوی حیات سے بھی اقویٰ ترین حیات ہے، آپ کا مشاہدۂ باری اور آپ کا ربط و تعلق حق تعالیٰ

سے عالم برزخ میں تو عالم دنیا سے کہیں زیادہ ہیں۔

نیز خالق کائنات تو از روئے اکرام اپنے نبی پر درود بھیجے اور جس حبیب و نبی پر درود بھیجے اور فرشتے کے ذریعہ اکرام کرتے ہوئے درود وسلام بھیجے اور وہ تمام انسانوں سے اکرام کیلئے حکم دیں کہ اپنے نبی وحبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا اکرام درود وسلام کے ساتھ کریں۔ ہمیشہ کریں، عالم دنیا میں بھی اور عالم برزخ میں جانے کے بعد کے درود وسلام بھیجا کریں۔
یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جس کا اکرام کیا جا رہا ہے اس کو پتہ نہ ہو وہ اس سے بے خبر ہوں، اسی واسطے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دنیوی حیات میں رہتے ہوئے ان سب سوالوں کے جوابات دے دیئے تھے اور فرما دیا تھا کہ قریب سے درود پڑھنے والوں کے درود وسلام کو آپ بلاواسطہ سنتے اور جواب دیتے ہیں اور دور سے درود وسلام بھیجنے والوں کے درود وسلام کو بذریعہ فرشتے آپ کو پہنچایا جاتا ہے، تو آیت صلوٰۃ وسلام سے بھی حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت دلالۃ النص اور اقتضاء النص سے ملتا ہے۔

حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کی حیات کا ثبوت احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں

حدیث اول

- حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون۔ شفاء السقام، ص ۱۳۴۔
- انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور وہ نماز پڑھتے ہیں۔ (فتح الباری، ص ۳۵۲، ج ۶) فتح الملہم، ۳۲۶، ج ۱
- مجمع الزوائد میں ہے۔ رجالہ الثقات۔ ص ۲۱۱، ج ۸۔
- ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں، وصح خبر الانبیاء احیاء فی قبورھم مرقاۃ۔ ص ۲۱۲، ج ۴
- فیض القدیر میں ہے، وھذا حدیث صحیح، ص ۱۸۳، ج ۳
- مدارج النبوۃ میں ہے:
- ورجال حدیث انس فی مسند ابی یعلی ثقات (ص ۳۴۷، ج ۲)

علامہ شوکانی نے لکھا ہے:

وقد ثبت فی الحدیث ان الانبیاء احیاء فی قبورھم

رواہ المنذری وصححہ البیہقی (ص ۱۴۴، ج ۳)

حدیث دوم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوْحِيْ حَتّٰى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ۔

(ابوداؤد ص ۲۷۹ کذا فی مسند احمد ص ۵۲۷، ج ۲۔)

ترجمہ: کوئی شخص ایسا نہیں جو مجھ پر سلام پڑھتا ہو مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ میری روح کو مجھ پر لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کا جواب دیتا ہوں۔

یعنی ہر صلوٰۃ و سلام پڑھنے والا جو میری قبر شریف میں آ کر صلوٰۃ و سلام پڑھتا ہے اس کے جواب دینے کے لئے اللہ تعالیٰ آپ کی روح کو ملا اعلیٰ سے جسد اطہر کے ساتھ اس طرح اتصال کر دیتے ہیں کہ سب کے صلوٰۃ و سلام کا جواب دیا جا سکے۔ ظاہر ہے دن و رات لاکھوں فرشتے انسان، جن آپ کی قبر شریف میں صلوٰۃ و سلام پڑھنے والے ہوتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کے جوابات دیتے ہیں۔ یہ اتصال الروح مع الجسد کے بدون ممکن نہیں۔

- حدیث ابی ہریرۃؓ کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا یہ روایت صحیح ہے۔ رواتہ ثقات: ص ۲۷۹، فتح الباری، ج ۲

- حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں، صححہ النوویؒ فی الاذکار، تفسیر ابن کثیر، ص۵۱۴، ج۳
- حافظ ابن تیمیہؒ نے لکھا ہے۔ ھو حدیث جید۔ فتاویٰ ابن تیمیہ، ص۳۰۶، ج۳
- محدث العصر علامہ محمد انور کشمیریؒ فرماتے ہیں۔ رُوَاتُہٗ ثِقَات، عقیدۃ الاسلام، ص۵۲
- علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں۔ رواتہٗ ثقات فتح الملہم، ص۳۳۳، ج۱۔

تو حدیث صحیح سے ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبر شریف میں جسد اطہر کے ساتھ زندہ ہیں اور ہر صلوٰۃ وسلام پڑھنے والے کے صلوٰۃ وسلام کا جواب دیتے ہیں البتہ جو دور سے صلوٰۃ وسلام بھیجتے ہیں فرشتے کے ذریعے ان کے صلوٰۃ وسلام کو آپ تک پہنچا دیا جاتا ہے اور آپ جواب دیتے ہیں جیسا کہ آگے احادیث میں تفصیل آرہی ہے۔

حدیث سوم

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

وَ اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فِیْہِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِیْہِ قُبِضَ رُوْحُہٗ وَ فِیْہِ النَّفْخَۃُ وَ فِیْہِ الصَّعْقَۃُ ، فَاَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوۃِ فِیْہِ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ مَعْرُوْضَۃٌ عَلَیَّ قَالَ قَالُوْا کَیْفَ تُعْرَضُ صَلٰوتُنَا عَلَیْکَ وَقَدْ اَرِمْتَ یَقُوْلُوْنَ بَلِیْتَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ۔ (ابو داؤد، ص ۱۴۳، ج ۱ کذا فی النسائی، ص ۱۵۳، ج ۱، مستدرک حاکم، ص ۵۶۰، ج ۴)

ترجمہ: بے شک تمہارے افضل ترین ایام میں سے یوم جمعہ ہے اس میں حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کیا گیا اسی روز ان کی وفات ہوئی، اسی روز نفخہ اولیٰ ہوگا اور اسی روز میں نفخہ ثانیہ ہوگا۔ اس جمعہ کے روز تم لوگ کثرت کے ساتھ مجھ پر درود بھیجا کرو کیونکہ تمہارا درود و سلام مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں صحابۂ کرام نے سوال کیا یارسول اللہ بعد وفات دیگر اموات کی طرح آپ بھی تو ریزہ ریزہ ہو جائیں گے پھر ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا، پس آپ نے فرمایا اللہ نے زمین پر حضرت انبیاء علیہم السلام

کے اجسام کو حرام کر دیے ہیں، زمین ان کو کھا نہیں سکتی،
فنا نہیں کر سکتی۔

دیکھیے حدیث میں صرف حیاۃ النبی الامی کا ذکر نہیں بلکہ آپ نے تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات اور زندہ ہونے کا ذکر فرما دیا۔ اور ساتھ ساتھ اس سوال کا جواب بھی دے دیا کہ عالم دنیا کے مشاہدے میں جو چیز آتی ہے کہ میت قبر میں مرور زمانے کی وجہ سے ریزہ ریزہ اور بوسیدہ ہو جاتی ہے، کسی سوال و جواب کے قابل نہیں رہتی، تو صلوٰۃ و سلام کے جواب آپ کیسے دیں گے؟ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء علیہ السلام کے بارے میں اصول اور ضابطہ بتا دیا کہ مٹی انبیاء علیہم السلام کے اجسام مبارک کو کھا نہیں سکتی، لہٰذا جب تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو یہی حال ہے کہ سب کے سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے اجساد عنصریہ کے ساتھ حیات ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو سید الانبیاء ہیں تو آپ کی حیات تو بطریق اولیٰ ثابت ہوئی تو درود و سلام کے جواب دینے میں کچھ اشکال باقی نہ رہا، یہ حدیث بھی صحیح ہے۔ اس کے بارے میں۔

☆ حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا صححہ ابن خزیمۃ وغیرہ فتح الباری،
ص ۳۷۹، پارہ ۲۰، ج ۶۔

☆ حافظ بدرالدین عینیؒ نے فرمایا صح عنہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الارض لا تاکل اجساد الانبیاء" عمدۃ القاری، ص ۱۹، ج ۶۔

☆ شیخ محدث عبدالحق دہلویؒ فرماتے ہیں حدیث صحیح، مدارج النبوۃ، ص ۴۳، ج ۲

امام ذہبیؒ نے فرمایا فہو علی شرط الصحیحین" مستدرک حاکم ص ۵۶۰
نیز ۔۔۔ الاسر علامہ محمد کشمیریؒ نے فرمایا:

فانہ صح عنہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ان اللہ
عزوجل حرم علی الارض اجساد الانبیاء۔

خزائن الاسرار ص ۱۹

اب صحیح حدیث سے ثابت ہو گیا ہے کہ اجسام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
زمین پر حرام کر دیئے گئے ہیں انہیں مٹی نہیں کھا سکتی ۔ اس کے باوجود
منکرین حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کہنا کہ قبر شریف میں نعوذ باللہ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم دیگر مردوں کی طرح مردہ ہیں ۔ درود و سلام کو نہ سنتے ہیں
نہ جواب دیتے ہیں۔ بڑی جرأت کی بات ہے ہمارے نزدیک یہ باتیں
ایمان اور ایمانی تقاضے کے خلاف ہیں۔

حدیث چہارم

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ   ابن ماجہ، ص ۱۱۹

پس اللہ کے نبی زندہ ہیں اس کو رزق دیا جاتا ہے۔

- علامہ مناوی فرماتے ہیں۔ وَرِجَالُہٗ ثِقَاتٌ۔ فیض القدیر، ص ۸۷، ج ۲۔
- علامہ زرقانی فرماتے ہیں۔ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ بِرِجَالٍ ثِقَاتٍ۔

زرقانی شرح مواہب، ص ۳۳۶، ج ۵۔

- حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ ...ث رِجَالُہٗ ثِقَاتٌ

تہذیب التہذیب، ص ۳۹۸، ج ۳

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں آپ روایت فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی زندہ ہیں اور ان کو اللہ کی طرف سے رزق دیا جاتا ہے، دونوں لفظ قابل غور ہیں۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام بعد وفات عام مردوں کی طرح نہیں ہیں بلکہ جس طرح شہداء کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ اللہ کے راستے میں شہید ہو گئے ہیں، ان کو تم لوگ مردہ نہ کہو نہ مردہ سمجھو کیونکہ یہ لوگ زندہ ہیں، ان کو جنت میں رزق دیا جاتا ہے، اسی طرح انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام بھی زندہ ہوتے ہیں، ان سب کو رزق ملتا ہے، یہ بات آپ اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ یہ سماعی چیزیں ہوتی ہیں، سب نے نبی علیہ السلام سے سن کر فرمایا ہے حدیث صحیح ہے معنی و مفہوم بالکل واضح ہے جس میں کسی قسم کی تاویل کی نہ ضرورت ہے نہ اس کی

گنجائش ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث ہے: یوم جمعہ کو کثرت درود کی تفضیلت ہے۔(۱) جس میں جمعہ کی فضیلت (۲) نبی علیہ السلام کے مقام محبوبیت (۳) بعد وفات آپ کی حیات کا ذکر موجود ہیں (۴) یہ کہ دنیوی حیات اور برزخی حیات برابر نہیں بلکہ برزخی حیات دنیا کی حیات سے قوی تر ہے۔

حدیث پنجم

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

"إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ سَيَّاحِينَ يُبَلِّغُونِي مِنْ أُمَّتِي السَّلَامَ"

رواہ النسائی شریف: (۱/۱۸۹) واحمد برقم (۳۶۶۲) وابن ابی شیبہ (۲/۵۱۷) وقال احمد محمد شاکر فی تعلیقہ علی مسند احمد: اسنادہ صحیح۔

ترجمہ: نبی علیہ السلام نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ ایسے فرشتے مقرر ہیں جو زمین میں گھومتے ہیں اور میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔

- علامہ محدث ہیثمی فرماتے ہیں: رواه البزار و رجاله رجال الصحيح مجمع الزوائد، ص۲۴، ج۲
- امام سخاوی فرماتے ہیں: رواه احمد والنسائي والدارمي و ابن حبان والحاكم في صحيحهما وقال صحيح الاسناد القول البديع، ص ۱۱۵۔
- فتاویٰ عزیزی میں حضرت عبدالعزیز دہلوی فرماتے ہیں: و بتواتر رسيده ابن معنی، ص ۶۹، ج ۲۔

معنی کے لحاظ سے یہ حدیث حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قدماء صحابہ میں سے ہیں۔ فقیہ و محدث ہیں اور ان صحابہ میں سے ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں فتویٰ دینے کے مجاز تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے فتویٰ اور مسائل پوچھنے کو فرمایا تھا، آپ معتبر ترین صحابہ میں سے ہیں، آپ کی روایت میں ہے کہ روئے زمین میں کچھ فرشتے گشت لگاتے ہیں جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے والوں کے درود و سلام کو آپ تک پہنچاتے ہیں۔

حدیث میں صاف لفظوں میں کہا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک درود و سلام پہنچاتے ہیں، یہ نہیں ہے کہ روح کو پہنچاتے ہیں، جس سے ظاہر ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مع جسد عنصری قبر شریف میں حیات اور زندہ ہیں۔ بالفرض آپ نعوذ باللہ مردار اور آپ کے جسم مبارک ریزہ ریزہ ہو جاتے تو درود و سلام کیسے پہنچایا جاتا۔ اس قسم کی بات کرنے والوں کو ذرا عقل سے بھی کام لینا چاہیے جبکہ نقل اور حدیث میں اس بات کی صراحت موجود ہے

کہ آپ تک سلام پہنچایا جاتا ہے۔ اور آپ اس کا جواب دیتے ہیں، دیکھئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ درود کی روایت کو بیان فرماتے ہیں۔

حدیث ششم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ دوسری حدیث میں فرماتے ہیں:

قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِيْ سَمِعْتُهٗ وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مِنْ بَعِيْدٍ اُعْلِمْتُهٗ

(جلاء الافہام، ص ۱۹، ابن القیم)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے بھی میری قبر پر درود پڑھا تو میں اسے خود سنتا ہوں اور جس نے مجھ پر دور سے درود وسلام پڑھا تو بواسطہ فرشتے مجھے بتلا دیا جاتا ہے۔

حدیث مذکور کے بارے میں:

- حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ بسند جید، فتح الباری، ص ۳۵۲، ج ۶
- امام سخاویؒ فرماتے ہیں: وسندہ جید، القول البدیع، ص ۱۱۶۔
- شارح مشکوۃ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں: بسند جید، مرقات، ص ۱۰، ج ۲۔
- علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں: وسندہ جید، فتح الملہم، ص ۳۳۰، ج ۱۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مکثرین فی الحدیث میں سے ہیں، سب سے زیادہ حدیث آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ ہی کے ذریعہ مروی ہیں۔ شب و روز سفر و حضر میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے والے اور آپ کے انفاس قدسیہ کلمات طیبہ کو یاد کرنے والے اور لکھنے والے تھے، روایت مذکور بھی انہی کی مرویات میں سے ہیں اور روایت صحیح ہے۔ جب آپ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قریب سے درود وسلام پڑھنے والے کے درود وسلام کو آپ بنفس نفیس سنتے اور جواب دیتے ہیں اور دور سے درود وسلام پڑھنے والوں کے درود وسلام کو آپ تک بذریعہ فرشتے پہنچایا جاتا ہے، تو اس کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ قبر شریف میں آپ زندہ ہیں کیونکہ زندگی کے بغیر سننا اور جواب دینا محال ہے تو ثابت ہوا کہ آپ قبر شریف کے اندر زندہ ہیں، روح مبارک کا تعلق جسد اطہر سے بدستور قائم ہے اس سے قبل مذکورہ دوسری حدیث سے معلوم ہوا کہ اجساد انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام مٹی پر حرام ہیں، تو آپ اور تمام انبیاء علیہم السلام اپنے اجساد عنصریہ کے ساتھ زندہ ہیں، درود وسلام کے جواب دیتے ہیں، ان کو مردہ کہنا نصوص و روایات کے خلاف عقیدہ ہے۔

حدیث ہفتم

واقعۂ معراج کو نقل کرنے والے بہت سے صحابۂ کرام فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وہاں پر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام خاص کر حضرت آدم علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئیں۔ ظاہر ہے کہ یہ ملاقات آپ کی جسمانی تھی یا یہ حضرات سب عالم برزخ میں تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عالم دنیا میں۔

حدیث ہشتم

نیز ایک حدیث میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ کے روضہ شریف سے آپ کا گزر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے جس پر جناب علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ نے فرمایا: یہ حدیثیں دلیل ہیں کہ انبیاء علیہم السلام قبر شریف میں زندہ ہیں

عقیدۃ الاسلام، ص ۲۵۔

حدیث نہم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک تیسری حدیث روایت کرتے ہیں:

قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَکُمْ قُبُوْرًا وَلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا وَصَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ تَبْلُغُنِیْ حَیْثُ کُنْتُمْ (نسائی)

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ تم لوگ اپنے گھروں کو قبر کی طرح خاموش گھر نہ بناؤ بلکہ اس میں نماز، تلاوت وغیرہ کیا کرو اور یہ کہ میری قبر کو میلہ مت بناؤ اور یہ کہ تم لوگ مغرب یا مشرق میں جہاں بھی ہو، مجھ پر درود بھیجا کرو کیونکہ ہر شخص کا درود مجھ تک پہنچایا جاتا ہے۔

حدیث دہم

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب دنیا میں نزول فرمائیں گے، حج و عمرہ کے بعد روضۂ اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زیارت کے لئے جائیں گے اور آپ درود وسلام پڑھیں گے۔ اور نبی علیہ السلام درود وسلام کا جواب بھی دیں گے۔

عقیدۃ الاسلام، ص ۳۲۔

نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں احادیث کو نقل کرتے ہوئے حضرت
علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بن مریم
علیہ السلام ضرور آسمان سے اتریں گے وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر
دیں گے، وہ اس وقت سب کے پیشوا ہوں گے اور دور دراز سفر کر کے
جب حج و عمرہ سے فارغ ہوں گے تو روضۂ اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
حاضری دیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے صلوٰۃ و سلام کے جواب
دیں گے۔ (بحوالہ مذکور)

جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر شریف میں زندہ ہیں،
تب ہی تو حضرت عیسیٰ بن مریم کے درود و سلام کے جواب دیں گے۔

خلیفۂ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے حجرہ میں مدفون ہیں، آپ کی وفات میرے حجرہ میں ہوئی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آخری وقت میں وصیت فرمائی کہ میرا جنازہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے سامنے حجرہ کے پاس رکھ دینا اگر حجرہ شریف کا دروازہ کھل جائے اور روضہ شریف کے اندر سے آواز آئے کہ ابوبکر کو اندر لے آؤ تب تو حجرہ شریف میں دفن کر دینا ورنہ عام مومنین کے قبرستان میں دفن کر دینا۔

چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد وصیت کے مطابق عمل کیا گیا، جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جنازہ حجرہ شریف کے سامنے رکھ دیا گیا تو قبر شریف کے اندر سے آواز آئی۔ ادخلوا الحبیب الی الحبیب ۔ (محبوب کو اپنے محبوب کے پاس لا کر دفنا دو) تفسیر کبیر ص ۴۸۵، ج ۵۔

جس سے واضح ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں، اگر وہ حجرہ شریف کے اندر سے آواز دیں تو ان کو اس میں دفنایا جائے ورنہ نہیں۔ اگر وہ یہ سمجھتے کہ نعوذ باللہ آپ مردہ لاش ہو گئے، ریزہ ریزہ ہو گئے ہیں تو کیونکر اس طرح وصیت فرماتے۔

نیز صحابۂ کرام نے اس وصیت پر عمل فرمایا، معلوم ہوا کہ اس وقت موجود

تمام صحابہ کرام کا عقیدہ بھی یہی تھا، ورنہ یہ کہہ دیا جاتا ابوبکر کی وصیت خلاف شرع ہے نعوذ باللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مردہ لاش ہو گئے ہیں، لہذا ابوبکر کے لئے دوسری تدبیر کی جاتی۔ لیکن صحابہ کرام میں سے کسی نے اس وصیت پر اعتراض نہیں کیا۔

خلیفۂ ثانی حضرت فاروقِ اعظم عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ حیاۃ النبی ﷺ:

کہ وہ جب بھی مدینے کے باہر سفر سے واپس ہوتے، روضۂ اطہر کے پاس حاضر ہوکر درود وسلام پڑھتے اور دوسرے صحابۂ کرام کو بھی اس کی تلقین فرماتے۔ جذب القلوب، ص ۲۰۰

★ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کھڑا تھا کسی شخص نے کنکری ماری، کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ میرے پیچھے کھڑے ہیں، آپ نے مجھے فرمایا کہ ان دونوں شخصوں کو میرے پاس لے لاؤ۔ میں نے جا کر ان کو آپ کے پاس لے آیا آپ نے ان سے فرمایا: تم لوگ کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم طائف سے آئے ہیں، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم لوگ اہل مدینہ میں سے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا اس لئے کہ تم مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آئے ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آواز بلند کر رہے ہو۔ بخاری شریف، ص ۶۷، ج ۱۔

★ اس روایت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم لوگ باہر کے مسافر

ہو ورنہ تمہیں سزا دی جاتی کیونکہ تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کی مسجد میں آواز بلند کرتے ہو جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اذیت کا سبب ہے۔ اس جرم کے بدلہ میں تم سزا کے مستحق ہو مگر چونکہ تم لوگ مسافر ہو باہر سے آئے ہوئے ہو اور انجانے میں ایسا ہو گیا ہوگا اس لئے معاف کیا جاتا ہے۔ آئندہ ایسا مت کرنا۔

☆ جس سے اندازہ ہوا کہ مسجد نبوی میں آواز بلند کرنے کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اذیت کا سبب سمجھتے تھے اور وہ اس وجہ سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حیات اور زندہ سمجھتے تھے مردہ لاش نہیں سمجھتے تھے۔

خلیفۂ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جب باغیوں نے محاصرہ کر لیا تھا تو بعض صحابۂ کرام نے آپ کو مشورہ دیا کہ بہتر ہے آپ شام تشریف لے جائیں وہاں کی افواج زیادہ مضبوط ہیں، آپ کی پوری حفاظت کرے گی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں اس کو جائز نہیں سمجھتا کہ دار الہجرۃ کو ترک کر دوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائیگی کو چھوڑ دوں، جذب القلوب، ص ۲۰۰

۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کو زندہ سمجھتے تھے اور آپ کی ہمسائیگی سے جدا ہونا نہیں چاہتے آپ سے جدا ہونے کو ناجائز اور عار سمجھتے تھے، اگر نعوذ باللہ آپ مردہ لاش ہونے کا عقیدہ ہوتا تو ہمسائیگی کا تصور کیسے ہوتا۔

خلیفۂ رابع حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

مَنْ زَارَ قَبْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِىْ جِوَارِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

ترجمہ: جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کی زیارت کریگا وہ اس وقت نبی علیہ السلام کا ہمسایہ اور جوار میں ہوگا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت ہے کہ ایک دیہاتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ! آپ نے جو پروردگار سے سنا ہم نے آپ سے سنا اور جو کچھ آپ نے اللہ کی جانب سے یاد کیا ہم نے آپ سے یاد کیا، آپ پر جو آیات نازل ہوئیں ان میں یہ آیت شریفہ بھی ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ○

(سورۃ نساء)

ترجمہ: جب ان لوگوں نے اپنے آپ پر (نافرمانیوں کے ساتھ) ظلم کیا تو اگر یہ لوگ آپ کے پاس آتے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہتے اور آپ بھی ان کے لئے بخشش مانگتے تو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا پاتے۔"

اس پر روضۂ اطہر کے اندر سے آواز آئی، اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا ہے، جذب القلوب، ص ۱۹۶

ان روایات سے معلوم ہوا کہ خلفائے راشدین اور دوسرے عام صحابۂ کرام بھی حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قائل تھے، چنانچہ مذکورہ آخری روایت میں ایک دیہاتی صحابی رضی اللہ عنہ نے حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدے سے آپ کو خطاب کیا اور آپ کے ذریعہ گناہ بخشش کرانے کی کوشش کی، اندر سے آواز آئی کہ اللہ نے آپ کو بخش دیا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے جنازہ کو حجرہ شریف میں دفن کرنے کیلئے اندر سے آواز آئی کہ آپ ؐ نے فرمایا کہ ابوبکر میرا حبیب ہے اس کو اپنے حبیب، میرے پاس ہی دفن کرو۔

اس کے علاوہ یہ بھی ملحوظ رہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد آپ پر باقاعدہ نماز جنازہ جیسے عام مسلمانوں کے لئے پڑھنے کا حکم ہے نہیں پڑھی گئی بلکہ صحابۂ کرام کی ایک ایک جماعت اندر جاتی صلوٰۃ وسلام اور دعائے رحمت کر کے واپس آجاتی کیونکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سمجھتے تھے کہ بعد الدفن آپ زندہ ہیں، آپ مردہ نہیں ہیں تو زندہ کی نماز جنازہ کیسے پڑھی جائے اور کون پڑھتا۔

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اخرج احمد برقم (۲۵۵۳۶) والحاکم فی المستدرک (۶۱/۳) و صححہ علی شرطھما و

واقره الذهبی. وقال الهیثمی فی المجمع" (۸/۲۷)

رجال احمد رجال الصحیح

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اَدْخُلُ بَيْتِيَ الَّذِي دُفِنَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اِنِّيْ اَضَعُ ثَوْبِيْ، وَ اَقُوْلُ اِنَّمَا هُوَ زَوْجِيْ وَ اَبِيْ، فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَ اللّٰهِ مَا دَخَلْتُ اِلَّا اَنَا مَشْدُوْدَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِيْ حَيَاءً مِنْ عُمَرَ. (رواہ احمد کذا فی المشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے حجرہ میں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدفون ہیں، کھلی چادروں میں داخل ہو جایا کرتی تھی، مجھے یہ خیال ہوتا تھا کہ اس حجرہ میں تو ایک میرے شوہر دوسرے میرے باپ ہیں، پردہ کا اہتمام نہیں کرتی تھی، لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس میں دفن کیا گیا قسم خدا اس کے بعد سے میں کپڑے کو اچھی طرح کس کر باندھ کر پردہ کر کے اندر جاتی ہوں کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حیاء آتی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انتقال کے بعد پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد جب حجرہ میں جاتی تو ان کو زندہ سمجھتے ہوئے بھی ان سے حیا نہیں کرتی تھی کیونکہ ایک تو آپ کے زوج اور شوہر ہیں دوسرے آپ کے والد ہیں، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ

کو وفات کے بعد آپ پردہ کے اہتمام کئے بغیر حجرہ میں
نہیں جاتی، پردہ میں کپڑے باندھ کر اندر جاتی تھی کیونکہ وہ
سمجھتی ہیں کہ عمر بھی زندہ ہیں۔ اگر بدون پردے کے جائے
تو یہ بے حیائی کی بات ہے کہ عائشہؓ نبوی زندگی میں تو حیاء
اور پردہ کرتی تھی، اور انتقال کے بعد حیاء کرنا اور پردہ کرنا
چھوڑ دی ہے۔

دیکھئے اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تو صرف حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مان رہی بلکہ حیات ابوبکرؓ اور حیات عمرؓ کو بھی مان رہی ہیں، جس وجہ سے ان سے پردہ کرتی تھی۔

حضرت عبداللہ بن عمر مکثرین فی الحدیث صحابہ میں سے ہیں اور فقہائے صحابہ میں سے بھی وہ سفر سے جب بھی واپس ہوتے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جا کر نماز پڑھتے پھر روضہ اطہر کے پاس آ کر درود و سلام پڑھتے اور ان کے الفاظ یہ ہوتے تھے السلام علیک یا رسول اللہ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر سلام پڑھتے السلام علیک یا ابابکر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر پر آتے اور سلام کرتے السلام علیک یا ابتاہ
مصنف ابن ابی شیبہ، ص ۱۳۸، ج ۳، موطا امام محمد، ص ۳۹۲۔

حضرت نافع فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو سو دفعہ سے زیادہ مرتبہ دیکھا ہے کہ جب سفر سے واپس ہوتے تو نماز پڑھ کر پھر روضہ اطہر میں سلام کیلئے کھڑے ہو جاتے اور السلام علیک یا رسول اللہ کہہ کر سلام پڑھتے،
مقام حیات، ص ۱۹۳۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ اجلّہ صحابہ میں سے ہیں ، ان سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قحط پڑا تو میں نے روضۂ اطہر کے سامنے حاضر ہو کر یوں عرض کی

یارسول اللہ استسق لامتک فانھم قد ھلکوا۔

(فتح الباری)

یا رسول اللہ یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کے لئے بارش کی درخواست فرمائیں آپ کی امت قحط سے ہلاک ہو رہی ہے۔

یہ کہہ کر بلال رضی اللہ عنہ چلے گئے تو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال بن حارث کو خواب کے ذریعہ جتا دیا کہ اے بلال عمر سے میرا سلام کہہ دو اور یہ بھی کہہ دو کہ ان شاء اللہ بارش ہو جائے گی پھر جلد ہی بارش شروع ہو گئی۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدہ رکھتے تھے۔

ان سب روایات سے خلفائے راشدین اور دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے عقیدۂ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ہوا اس سے قبل آیت قرآنی اور متعدد صحیح حدیثوں سے حیات النبی پر استدلال کیا گیا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مسئلہ سنت اور آثار صحابہ کی رو سے بھی متفقہ ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ صحابۂ کرام اور تابعین عظام کا مسلک بھی یہی ہے۔ اختلاف کرنے والے سنت رسول اور عقیدہ متواترہ کے خلاف کرتے ہیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائیں گی،

ان میں سے صرف ایک جماعت جنت میں جائے گی، باقی سب جہنم میں، صحابۂ کرام نے عرض کیا! یا رسول اللہ جنت میں جانے والی کونسی جماعت ہوگی آپ نے فرمایا:

"جس دین اور راہ پر میں ہوں اور میرے اصحاب کرام ہوں گے وہ جماعت جنت میں جائے گی۔ باقی سب جہنم میں۔"

اب مسئلہ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں رسول اللہ کی سنت و حدیث کو آپ نے پڑھ لیا ہے اور خلفائے راشدین اور دوسرے صحابۂ کرام کا نظریہ و عقیدہ بھی دیکھ لیا ہے کہ سب کے سب حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدے والے تھے، کوئی بھی ان میں سے حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منحرف نہ تھے۔

فقہائے کرام کا عقیدۂ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

امام ابو حنیفہؒ تابعی ہیں، آپ نے تمام زندگی عبادت کرام اور تقریباً دس سے زیادہ دس صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کو دیکھا ہے، آپ فقہاء میں سب سے افقہ الناس فی الارض اور امام اعظم کے لقب سے ساتھ دنیا کے لوگوں میں مشہور ہیں ان کے مسلک کے ترجمان امام طحاویؒ فرماتے ہیں:

يَنْبَغِي لِمَنْ قَصَدَ زِيَارَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُكْثِرَ الصَّلٰوةَ عَلَيْهِ فَاِنَّهٗ يَسْمَعُهَا وَ تُبَلَّغُ اِلَيْهِ.

طحاوی شریف (ص ۴۰۵)

ترجمہ: جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا قصد و ارادہ کرے اسے چاہیے کہ کثرت سے درود شریف عرض کرے

کیونکہ آپ خود درود شریف کو سنتے ہیں جب زیارت کرنے
والے درود و سلام پڑھتے ہیں اور دور سے پڑھتے ہیں تو
آپ تک درود شریف کو پہنچایا جاتا ہے۔

فقہ حنفی کی ابتدائی کتاب نورالایضاح میں ہے:

وَمِمَّا هُوَ مُقَرَّرٌ عِنْدَ الْمُحَقِّقِيْنَ اَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ حَيٌّ يُرْزَقُ مُمَتَّعٌ بِجَمِيْعِ الْمَلَاذِ وَالْعِبَادَاتِ
غَيْرَ اَنَّهُ حُجِبَ عَنْ اَبْصَارِ الْقَاصِرِيْنَ عَنْ شَرِيْفِ
الْمَقَامَاتِ (ص ۱۷۷)

محققین حنفیہ کے نزدیک یہ بات طے شدہ ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ ہیں، آپ کو رزق دیا جاتا ہے
اور عبادات سے آپ لذت بھی اٹھاتے ہیں، ہاں اتنی بات
ہے کہ وہ تمام ان لوگوں کی نگاہوں سے پردہ میں ہیں، جو
ان کے مقامات تک پہنچنے سے قاصر ہیں۔

علامہ ابن عابدین الشامیؒ فرماتے ہیں:

اَنَّ الْاَنْبِيَاءَ اَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ كَمَا وَرَدَ فِي الْحَدِيْثِ

رسائل ابن عابدین، ص ۲۰۳

حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں جیسا کہ
حدیث شریف میں آیا ہے۔

مذکورہ بالا نقول سے واضح ہوا کہ فقہ حنفی سے کے نزدیک حیاۃ
النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حیاۃ الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ثابت ہے۔

فقہاءِ شوافع کے نزدیک حیاۃ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا عقیدہ:

طبقات الشافعیہ میں ہے:

وَ عِنْدَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَیٌّ یَحِسُّ وَیَعْلَمُ وَ یُعْرَضُ عَلَیْہِ اَعْمَالُ الْاُمَّۃِ وَ یُبَلَّغُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْہِ (ص ۳۸۴)

ہمارے فقہائے شافعیہ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں، آپ میں حس اور علم سب چیزیں موجود ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں، اور صلوٰۃ وسلام دور سے پڑھنے کا آپ کو پہنچایا جاتا ہے، جبکہ قریب سے پڑھنے والوں سے آپ خود سنتے ہیں۔ (مقام حیات، ص ۱۹۸)

فقہائے حنابلہ کے نزدیک حیاۃ انبیاءؑ کا عقیدہ

قَالَ ابْنُ عَقِیْلٍ مِنَ الْحَنَابِلَۃِ ھُوَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَیٌّ فِیْ قَبْرِہٖ یُصَلِّیْ الخ

(الروضۃ، ص ۱۴، بحوالہ مقام حیات، ۱۹۹)

حضرت ابن عقیل حنبلیؒ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ ہیں اور نماز بھی پڑھتے ہیں۔ ان مذکورہ بالا نقول و روایات سے واضح ہوا کہ ائمہ اربعہ کے نزدیک حیاۃ النبی بلکہ حیاۃ الانبیاء علیہم السلام سے ثابت ہے۔

حیاۃ النبیؐ کے بارے میں محدثین کرام کے اقوال

قارئین اب محدثین کرام کے کچھ اور حوالے بھی ملاحظہ فرمائیں:

(۱) حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

إِنَّ حَيَاتَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقَبْرِ لَا يَعْقُبُهَا مَوْتٌ بَلْ يَسْتَمِرُّ حَيًّا لِأَنَّ الْأَنْبِيَاءَ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ۔ فتح الباری (ص ۳۳ ۔ ج ۷)

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں زندگی ایسی ہے جس پر کبھی موت طاری نہ ہوگی۔ بلکہ آپ ہمیشہ زندہ رہیں گے کیونکہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔

(۲) حافظ علامہ بدرالدین عینیؒ فرماتے ہیں:

وَ إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَإِنَّهُمْ لَا يَمُوتُونَ فِي قُبُورِهِمْ بَلْ هُمْ أَحْيَاءٌ۔ عمدۃ القاری، ص ۶۰۰، ج ۷

ترجمہ: انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، ان پر موت نہیں آئے گی، وہ ہمیشہ زندہ ہی رہیں گے۔

(۳) امام سبکیؒ فرماتے ہیں:

إِنَّ جَلَّ ثَنَائُهُ رَدَّ إِلَى الْأَنْبِيَاءِ أَرْوَاحَهُمْ فَهُمْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ كَالشُّهَدَاءِ۔ حیاۃ الانبیاء، ص ۱۴

ترجمہ: بے شک بڑی ہے اللہ کی تعریف، اس نے انبیاء علیہم السلام کو ان کی روحیں قبر میں لوٹا دیں، لہذا وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں، جیسے کہ شہداء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

(۴) ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اَلْمُعْتَقَدُ الْمُعْتَمَدُ اَنَّهٗ ﷺ حَيٌّ فِيْ قَبْرِهٖ كَسَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ فِيْ قُبُوْرِهِمْ وَهُمْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَالْاَرْوَاحُ لَهَا تَعَلُّقًا بِالْعَالَمِ الْعُلْوِيِّ وَالسُّفْلِيِّ كَمَا كَانُوْا فِيْ الْحَالِ الدُّنْيَوِيِّ فَهُمْ بِحَسَبِ الْقَلْبِ عَرْشِيُّوْنَ وَبِاعْتِبَارِ الْقَالَبِ فَرْشِيُّوْنَ۔ ص ۱۸۰ شرح شفاء

ترجمہ: حیاۃ الانبیاء کے بارے میں قابل اعتماد عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبروں میں زندہ ہیں جس طرح کہ دیگر انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اپنے رب سے بھی ان کا تعلق ہے، ان کی ارواح کو عالم علوی اور عالم سفلی دونوں سے تعلق اور ربط ہوتا ہے جیسے کہ وہ دنیا میں تھے سو وہ قلب کے اعتبار سے تو عرشی یعنی عرش کے رہنے والے ہیں مگر قالب اور جسم کے لحاظ سے فرشی یعنی قبروں میں رہنے والے ہیں۔

(۵) شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اس مسئلہ حیات انبیاء کو اتفاقی اور اجماعی قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

بدانکہ حیات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام متفق علیہ است میان علمائے ملت و ہیچ کس را خلاف نیست دران کہ آن کامل تر و قوی تر از وجود شہداء و مقاتلین فی سبیل اللہ است کہ ان معنوی اخروی است عنداللہ و حیات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام

حیات حسی دنیاوی ثابت و احادیث و آثار دراں واقع شدہ
اور ص ۲۳۴ مدارج النبوۃ۔

اسی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات اتفاقی مسئلہ ہے، اس میں علماء میں سے کسی شخص کو اختلاف نہیں ہے۔ اس لئے کہ ان کی زندگی شہداء کرام اور اللہ کی راہ میں شہید ہونے والوں سے کامل تر اور قوی تر ہے لیکن ان کی حیات روحانی و اخروی ہے اور انبیاء کی حیات حسی و جسمانی و دنیوی کی سی ہے نہ کہ صرف روحانی۔ یہ بات آثار و احادیث سے ثابت شدہ ہے۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔

(13)

عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اکابر علماء دیوبند

اوپر پیش کردہ حوالہ جات سے

اتنی بات واضح ہو گئی ہے کہ جمہور اہل السنت والجماعت کا عقیدہ و نظریہ یہی چلا آرہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو قبر شریف میں تعلق روح اتنی حیات ضرور حاصل ہے جس سے آپ روضہ اطہر کے قریب سے پیش کیا جانے والا صلوۃ و سلام سنتے ہیں۔ اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسی ذیل میں اکابر علماء دیوبند کی رائے بھی پیش کر دی جائے اس لئے کہ اس آخری دور میں کتاب و سنت اور جمہور اہل السنت والجماعت کی ترجمانی ان حضرات سے بہتر اور کسی نے نہیں کی۔ ان حضرات کی ساری زندگی کتاب و سنت کی خدمت اور عقائد اہل السنت والجماعت کی ترویج و اشاعت میں صرف ہوئی ہے یہ حضرات ہمیشہ کتاب و سنت سے چمٹے رہے اور عقائد اہل سنت کا پرچم بلند کئے رکھا اور دوسروں کو بھی ہمیشہ اسی کی طرف دعوت دی اس سلسلہ میں ان حضرات کو سخت مخالفتوں، تکفیر کے فتوؤں اور "گستاخ رسول" جیسے سنگین الزامات و افترات کا بھی سامنا کرنا پڑا لیکن یہ حضرات کسی مرحلہ پر بھی مخالفت یا الزام تراشی سے بچنے کے لئے اہل السنت والجماعت کے مسلک اعتدال سے ذرا بھی ادھر ادھر ہونے کے لئے تیار نہ تھے انہوں نے تمام مخالفانہ کاروائیوں کے باوجود ہمیشہ وہی بات کہی جسے انہوں نے کتاب و سنت اور جمہور اہل السنت والجماعت کے عقائد کی روشنی میں حق سمجھا اور یہی بات ان حضرات کے لئے طرہ امتیاز تھی۔

زیر بحث مسئلہ میں حضرات علماء دیوبند قدس اللہ اسرارہم کی عبارات بہت واضح ہیں ——— انہوں نے حسب عادت وہی بات لکھی ہے جو کتاب و سنت سے سمجھ میں آئی ہے اور جسے جمہور اہل السنت والجماعت نے اپنایا ہے

(۶) محدث مولانا احمد علی سہارنپوریؒ حاشیہ بخاری میں لکھتے ہیں:

وَالْاَحْسَنُ اَنْ يُّقَالَ اِنَّهٗ حَيَاتَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَعْقُبُهَا مَوْتٌ بَلْ يَسْتَمِرُّ حَيًّا وَالْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ۔ حاشیہ بخاری ص ۵۱۷، ج ۱

ترجمہ: سب سے بہتر بات یہ ہے کہ بعد وفات، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ایسی ہے کہ اس کے بعد موت طاری نہ ہوگی بلکہ آپ کو قبر کی حیات دائمی و مستمرہ حاصل ہے۔ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے زندہ ہیں اور زندہ رہیں گے۔ جیسا کہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

(۷) محدث احمد علی سہارنپوریؒ کے افضل شاگرد حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اپنے اجسام دنیاوی کے اعتبار سے زندہ سمجھتا ہوں۔ (قصائد قاسمیہ ص ۳)

ماہنامہ دارالعلوم دیوبند شائع شدہ ۱۹۵۵ء میں لکھا ہے کہ

"حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خلوت گزیں سے تعبیر کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات جسمانی کو عوام و خواص کا اجماعی عقیدہ قرار دیتے ہوئے ایک گراں قدر کتاب "آب حیات" تصنیف

فرمائی ہے۔ مقام حسرت ہے کہ آج بعض اہل علم حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وجود پاک کے ساتھ زندہ تشریف فرما ہیں جس طرح دنیا میں تشریف فرما تھے۔ ماہنامہ دارالعلوم دیوبند نومبر ۱۹۵۵ء

(۸) فقیہ محدث مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حیاۃ النبیؐ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"قبر کے پاس انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سماع میں کسی کا اختلاف نہیں۔ فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۰۰، ج ا۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں، وہ سنتے بھی ہیں۔

اور فرماتے ہیں،

جن الفاظ میں شبہ ہو، وہم ہو کہ ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی ہے وہ باعث ایذا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آخر میں فرمایا بس ان کلمات کے کفر کہنے والے کو حتی سے منع کرنا چاہیے اگر قدرت ہو اگر باز نہ آوے قتل کرنا چاہیے کہ موذی و گستاخ شان جناب کبریا تعالیٰ شانہ اور اس کے رسول امین صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

ان سب باتوں سے واضح ہے کہ یہ حضرات اکابر محدثین و فقہاء حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ رکھتے تھے اور دوسروں کو اس کی تاکید فرماتے تھے۔ اس کے خلاف عقیدہ رکھنے سے روکتے اور منع کرتے تھے۔

حضرت گنگوہی ہدایۃ الشیعہ میں فرماتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ ہیں اور ان کو وہاں پہ رزق دیا جاتا ہے۔ ص ۳۰ ۔

(۹) مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ فرماتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ فِيْ قَبْرِهٖ كَمَا أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ أَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ۔ (بذل المجہود ص ۱۱۷، ج ۲)

ترجمہ: بے شک نبی پاک ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں، جیسا کہ دوسرے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بلا کسی شک وشبہ کے اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

(۱۰) فقیہ محدث مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ المہند علی المفند میں اس مسئلہ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی صاف کر دیا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں:

عِنْدَنَا وَعِنْدَ مَشَايِخِنَا حَيَاةُ حَضْرَةِ الرِّسَالَةِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُنْيَوِيَّةٌ مِنْ غَيْرِ تَكْلِيْفٍ وَهِيَ مُخْتَصَّةٌ بِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِجَمِيْعِ الْأَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ وَالشُّهَدَاءِ لَا بَرْزَخِيَّةٌ كَمَا هُوَ لِسَائِرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بَلْ لِجَمِيْعِ النَّاسِ نَصَّ عَلَيْهِ الْعَلَّامَةُ السُّيُوْطِيُّ فِيْ رِسَالَةِ "انباء الاذكياء لحيوة الانبياء" حَيْثُ قَالَ، قَالَ شَيْخٌ تَقِيُّ الدِّيْنِ السُّبْكِيُّ حَيٰوةُ الْأَنْبِيَاءِ وَالشُّهَدَاءِ فِي الْقَبْرِ كَحَيٰوتِهِمْ فِي الدُّنْيَا وَيَشْهَدُ لَهٗ صَلٰوةُ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ قَبْرِهٖ فَإِنَّ الصَّلٰوةَ تَسْتَدْعِيْ جَسَدًا حَيًّا إِلٰى آخِرِ مَا قَالَ فَثَبَتَ بِهٰذَا أَنَّ حَيَاتَهٗ دُنْيَوِيَّةٌ بَرْزَخِيَّةٌ لِكَوْنِهَا فِيْ عَالَمِ الْبَرْزَخِ۔

(ص ۱۳۔۱۴، المہند علی المفند)

ترجمہ: ہمارے اور ہمارے تمام مشائخ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات، حیات دنیوی کی سی ہے، بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیاۃ مخصوص ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ یہ حیات خالص برزخی حیات نہیں ہے جو کہ تمام ایمانداروں کو حاصل ہے، بلکہ سب انسانوں کو۔ چنانچہ علامہ سیوطی نے اپنے رسالہ "انباہ الاذکیاء بحیوۃ الانبیاء" میں بتصریح لکھا ہے کہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور شہداء کی حیات قبر میں ایسی ہے جیسی دنیا کی تھی اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہم کو خبر دینا اس کی دلیل ہے، کیونکہ نماز کی ہیئت کذائیہ زندہ جسم کو چاہتی ہے۔

پس اس سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیا کی حیاۃ جیسی ہے اور دونوں میں فرق یہ ہے دنیوی حیاۃ میں تکلیف ابلاغ رسالت و دین کے ساتھ مامور تھے اور برزخ میں تکلیف ابلاغ رسالت و دین کی ذمہ داری آپ پر نہیں ہے بلکہ آپ کے بعد آنے والے علماء پر ہے، اور اس کو حیات برزخی اس لئے کہا جاتا ہے کہ عالم برزخ میں ہے۔

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب المہند علی المفند ۲۶ سوالات کے جواب میں لکھی ہے اور اس میں اکابر علمائے دیوبند کی توثیق اور دستخط موجود ہیں اور اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ حیات انبیاء تمام ائمہ اہل السنت والجماعت کا اجماع ہے۔ المہند علی المفند، ص ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔

(۱۱) شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَدَلَّتِ النُّصُوْصُ الصَّحِيْحَةُ عَلٰى حَيَاةِ الْاَنْبِيَاءِ۔

فتح الملہم، ص ۳۲۵، ج ۱

نصوص صریحہ صحیحہ اس بات پر دال ہیں کہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

(۱۲) حضرت علامہ محمد انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدۂ حیاۃ النبی بھی عقیدہ الاسلام کے حوالے سے گزرا ہے۔

(۱۳) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنص حدیث زندہ ہیں۔ التکشف، ص ۳۳۶۔

(۱۴) حضرت شیخ الہند انوار محمود شرح ابوداؤد میں فرماتے ہیں:

اَنَّهُمْ اِتَّفَقُوْا عَلٰى حَيَاتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ حَيَاةُ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ لَا خِلَافَ لِاَحَدٍ فِيْهِ۔

ص ۶۱۰، ج ۱

عرض یہ کہ تمام محدثین و فقہاء اس پر متفق ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کی حیات پر سب کا اتفاق ہے، اس میں کسی ایک محدث و فقیہ کا اختلاف نہیں ہے۔ جس سے واضح ہوا کہ مسئلہ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ائمہ اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک متفق علیہ اور مجمع علیہ ہے، اس میں کسی اہل علم اور اہل تقویٰ کا اختلاف نہیں، مگر میں نے شروع میں عرض کیا تھا کہ کمزور لوگ اپنی کمزوری کی وجہ سے شکوک میں پڑتے ہیں، علماء ان کے شبہات کو دور فرما دیتے ہیں۔

اسی طرح کا ایک اختلاف ۱۳۷۱ھ میں رونما ہوا تھا پھر اس وقت موجود اکابر علمائے دیوبند جمع ہو کر متفقہ اعلان فرما دیا:

مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اکابر دیوبند کا مسلک کے بارے میں ایک بار پھر متفقہ اعلان مع دستخط علمائے کرام۔

"وہ یہ کہ حضرت اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سب انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں اکابر علمائے دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کے ابدان مقدسہ بعینہ محفوظ ہیں اور جسد عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے۔ اور یہ حیات دنیوی حیات کے مماثل ہے، صرف یہ ہے کہ احکام شرعیہ کے وہ مکلف نہیں ہیں لیکن وہ قبر میں نماز

پڑھتے ہیں، بالخصوص اور روضۂ اقدس پر جو درود پڑھا جاتا ہے
بلا واسطہ سنتے ہیں اور دور سے درود و سلام پڑھا جاتا ہے اس کو
بذریعہ فرشتے پہنچایا جاتا ہے، یہی جمہور محدثین و متکلمین و
فقہاء اہل السنت والجماعت کا مسلک ہے۔

اور اکابر علماء دیوبند کے مختلف رسائل میں یہ تصریحات موجود ہیں،
حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی تو مستقل تصنیف حیات انبیاء علیہم
الصلوٰۃ والسلام پر "آب حیات" کے نام سے موجود ہے۔ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ
کے خلیفۂ ارشد مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف "المہند" سب اہل
دانش و بصیرت کیلئے کافی و شافی ہے۔ اب جو اس مسلک کے خلاف دعویٰ
کرے، اتنی بات تو یقینی ہے کہ ان کا اکابر دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں۔

وَاللّٰہُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَ ھُوَ یَھْدِی السَّبِیْلَ ○

۱۔ محمد یوسف بنوری عفا اللہ عنہ مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاؤن، کراچی۔
۲۔ عبدالحق عفی عنہ مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، پشاور۔
۳۔ مفتی محمد صادق صاحب، سابق ناظم محکمہ امور مذہبیہ بہاولپور۔
۴۔ محمد رسول خان عفا اللہ عنہ استاذ حدیث و فنون، جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد، لاہور
۵۔ شمس الحق عفا اللہ عنہ صدر وفاق المدارس العربیہ، پاکستان۔
۶۔ مفتی محمد حسن جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن، لاہور۔
۷۔ ظفر احمد عثمانی عفا اللہ عنہ شیخ الحدیث دارالعلوم الاسلامیہ ٹنڈو الہ یار، سندھ
۸۔ بندہ محمد شفیع مفتی و مہتمم دارالعلوم کراچی۔ مقام حیات، ص ۲۷۲۔

ان نصوص و روایات مذکورہ اور آثار صحابہ و روایات فقہیہ و محققین کرام کے اقوال و مفتیان کرام کے فتوے کے بعد بھی اگر کسی بندہ کو حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ حیات انبیاء پر کسی قسم کا شبہ رہتا ہے تو یہ نہایت ہی بدقسمتی کی بات ہے ایسے آدمی کو اپنے ایمان و عقیدہ کی اصلاح ضروری ہے، ایک طرف سے تو اہل السنۃ والجماعت، خاص کر علمائے دیوبند سے ہونے کا دعویٰ، دوسری طرف ان کے متفقہ اور مجمع علیہ عقیدہ و مسلک سے انحراف، یہ کیا ہے۔ ایسے حضرات سے ہماری گزارش ہے کہ خدارا اپنے اکابر علمائے دیوبند کے مسلک کو اپنائیں، بدعقیدہ اور گمراہی اور بدعت سے توبہ اور رجوع فرمائیں، اللہ غفور الرحیم ہے، ورنہ خطرۂ ایمان بلکہ سوئے خاتمہ کا اندیشہ ہے۔ اللہ ہمیں اور سب دینی علماء و خطباء، خواص و عوام کو اس قسم کے فتنوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین یارب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا۔ عدد خلقہ وزنۃ عرشہ ورضا نفسہ وعدد کلماتہ

کتبہ بندہ حقیر محمد عبدالسلام چاٹگامی عفا اللہ عنہ

دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن

کراچی۔ ۵/ شوال ۱۴۳۱ھ

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی صاحب فرماتے ہیں

تمام اہلسنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز و عبادت میں مشغول ہیں اور حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی یہ برزخی حیات اگرچہ ہم کو محسوس نہیں ہوتی لیکن بلاشبہ یہ حیات حسی اور جسمانی ہے اس لئے کہ روحانی اور معنوی حیات تو عامہ مومنین بلکہ ارواح کفار کو بھی حاصل ہے
(حیات نبوی صفحہ ۲)

آگے لکھتے ہیں کہ معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات جسمانی ہے محض روحانی نہیں ہے اس لئے کہ مرنے کے بعد روحانی حیات اور حس و ادراک حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ احادیث صحیحہ سے تمام افراد اور احاد بشر کے لئے ثابت ہے (صفحہ ۶)

اس پر چند دلائل ذکر کرنے کے بعد آخر میں تحریر فرماتے ہیں کہ "یہ تمام امور اس امر کی قطعی دلیل ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات جسمانی ہے اور ارواح طیبہ کا اجسام مبارکہ سے تعلق قائم ہے (صفحہ ۸)

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

آپ کی حیات نہ صرف روحانی ہے جو کہ عام مومنین و شہداء کو حاصل ہے بلکہ جسمانی بھی ہے اور از قبیل حیات دنیوی بلکہ بہت سی وجوہ سے اس سے قوی تر ہے الخ

(مکتوبات شیخ الاسلام صفحہ ۱۳۰ ج ۱)

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ العالی
سابق صدر مفتی دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں!

"جمہور امت کا عقیدہ اس مسئلہ میں یہی ہے کہ آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام برزخ میں جسد عنصری کے ساتھ زندہ ہیں انکی حیات برزخی صرف روحانی نہیں بلکہ جسمانی حیات ہے جو حیات دنیوی کے بالکل مماثل ہے بجز اس کے کہ وہ احکام کے مکلف نہیں ہیں۔

بیہقی نے فرمایا!

ولحياة الانبياء بعد الموت شواهد من الاحاديث الصحيحة

اور انبیاء کی حیات بعد الموت کے صحیح احادیث سے بہت سے شواہد ہیں۔

اس میں تو بحث ہے کہ موت کے بعد انکی حیات احادیث کثیرہ سے ثابت ہے اور یہ ظاہر ہے کہ موت صرف جسم پر آتی ہے روح پر نہیں اس لئے حیات بعد الموت وہی ہو سکتی ہے جس میں جسم بھی شریک ہو اس حیات کو صرف روحانی کہنے کے کوئی معنی نہیں صرف حیات روحانی کا قول جمہور علماء امت کے خلاف ہے۔

اور یہ ظاہر ہے کہ دیوبندیت کوئی مستقل مذہب نہیں عقیدہ مذکور جمہور اہل سنت والجماعت کے مکمل اتباع ہی کا نام دیوبندیت ہے جو عقیدہ جمہور اہل سنت والجماعت کے خلاف ہے وہ دیوبندیت کے بھی خلاف ہے۔

(ماہنامہ الصدیق ملتان جمادی الاولی ۱۳۷۸ھ)

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ الحدیث نے اپنے اکابر رحمہم اللہ کے
عقیدہ کی تائید کے ساتھ خود کو ان حضرات اکابر رحمہم اللہ کا جانشین ہونا لکھا ہے، لکھتے
ہیں۔ "بہرحال یہ ناکارہ تو اکابر دیوبند قدس اللہ اسرارھم کا صرف تبع
ہے، اور ان سب حضرات کا متفقہ فیصلہ المہند میں بلا کسی اجمال کے
تحریر ہے"۔ (رسالہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم از شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ)

آخری گزارش

مسلک دیوبند اہل سنت والجماعت اہل حق کا ایک ایسا علمی اور روحانی
دائرہ ہے جس کے عقائد ہرگز مشتبہ نہیں۔ مسلک دیوبند کے نظریات اکابر دیوبند
کی مرکزی علمی دستاویز المہند علی المفند میں محکم بند ہیں جس پر
حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن سے لے کر حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب
تک سب اکابر کے دستخط موجود ہیں۔ اب آخر میں المہند کا تاریخی فیصلہ نقل کیا جاتا ہے۔

—— المہند کا تاریخی فیصلہ ——

عندنا و عند مشائخنا حضرة الرسالة صلى الله عليه وسلم
حي في قبره الشريف وحياته صلى الله عليه وسلم
دنيوية من غير تكليف وهي مختصة به صلى الله عليه وسلم
وبجميع الانبياء ..... فثبت بهذا ان حياته دنيوية برزخية
لكونها في عالم البرزخ

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں

اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے

اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت اور تمام انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ..... پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے اور اس معنی کر برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے۔

جو عقیدہ قرآن وحدیث سے سمجھ میں آ رہا تھا۔ اور جس پر اہل سنت والجماعت چلے آ رہے تھے اس پر علماء دیوبند رحمہم اللہ نے اپنے اتفاق واجماع کا اظہار کیا۔

عزیز الرحمٰن عزیزی
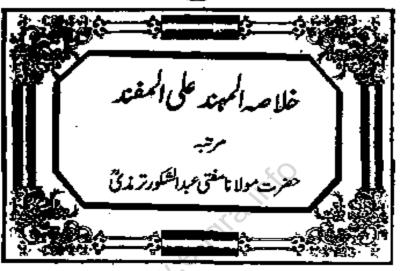
خادم جامعہ ...

۱۴ جمادی الثانی ۱۴۲۲ھ

آخر میں ہم "عقائد علماء دیوبند" کی تلخیص جو حضرت شیخ الحدیث مولانا مفتی عبدالشکور ترمذیؒ کی تالیف ہے جس میں انہوں نے "المہند علی المفند" اور دیگر کتب سے عقائد اسلام پیش فرمائے ہیں۔

عقیدہ ختم نبوت

آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کوئی نبی نہیں ہے جو اس کا منکر ہے وہ کافر ہے

تکفیر مرزائیت

جب مدعی نبوت و مسیحیت قادیانی نے نبوت و مسیحیت کا دعویٰ کیا اور حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے اٹھائے جانے کا منکر ہوا اور اسکا خبیث عقیدہ اور زندیق ہونا ظاہر ہوا تو ہمارے مشائخ نے اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا۔

زیارت روضۂ پاک

سید المرسلین ﷺ کے روضہ پاک کی زیارت کرنا بہت بڑا ثواب ہے، بلکہ واجب کے قریب ہے، اگرچہ سفر کرنے اور جان و مال خرچ کرنے سے نصیب ہو!

فضیلت روضۂ اطہر

زمین کا وہ حصہ جو جناب رسول اللہ ﷺ کے اعضاء مبارکہ کو مس کئے ہوئے ہے سب سے افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ اور عرش و کرسی سے بھی افضل ہے

وسیلہ کا حکم

دعا میں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کا وسیلہ جائز ہے ان کی حیات میں بھی اور وفات کے بعد بھی مثلاً یوں کہے کہ: یا اللہ میں بوسیلہ فلاں بزرگ دعا کی قبولیت چاہتا ہوں

مسئلہ استشفاع

آپ ﷺ کی قبر شریف کے پاس شفاعت کی درخواست کرنا اور یہ کہنا بھی جائز ہے کہ حضرت میری مغفرت کی شفاعت فرمائیں

سماع صلوٰۃ وسلام

اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کے پاس سے صلوٰۃ وسلام پڑھے تو اس کو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام خود بنفس نفیس سنتے ہیں اور دور سے پڑھے ہوئے صلوٰۃ وسلام کو فرشتے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچاتے ہیں۔

عقیدہ حیات النبی ﷺ

آنحضرت ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات جسمانی مثل حیات دنیوی کے ہے بلا مکلف ہونے کے اور یہ صرف روح مبارک کی زندگی نہیں جو سب آدمیوں کو حاصل ہے

زیارت روضہ اطہر کا طریقہ

بہتر یہ ہے کہ روضہ پاک کی زیارت کے وقت آنحضرت ﷺ کے چہرہ مبارک کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور یہی حکم دعا مانگنے کا ہے۔

عرض اعمال

آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں اور صلوٰۃ وسلام پہنچایا جاتا ہے۔ صلوٰۃ وسلام پہنچنے کا مطلب یہ ہے کہ فرشتے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اطلاع دیتے ہیں۔

عقیدۂ نبوت ورسالت

آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام وفات کے بعد بھی اپنی قبور مبارکہ میں اسی طرح حقیقتاً نبی اور رسول ہیں۔ جس طرح وفات سے پہلے ظاہری حیات مبارکہ میں تھے۔

عظمت سید المرسلین ﷺ

آنحضرت ﷺ تمام مخلوق سے افضل ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہتر ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے قرب میں کوئی شخص آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے برابر تو کیا قریب بھی نہیں ہو سکتا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کے سردار اور خاتم ہیں۔

توہین رسالت کفر ہے۔

جو شخص اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو ہم پر بس اتنی ہی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے۔ تو وہ ہمارے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

علوم نبویہ کی وسعت

آنحضرت ﷺ کو تمام مخلوقات سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں۔ مخلوق میں سے کوئی بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علمی مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ نہ مقرب فرشتہ نہ نبی ورسول اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اولین وآخرین کا علم عطا ہوا لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر وقت ہر چیز کا علم ہو۔

علوم نبویہ کی توہین کفر ہے

جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں (مثلاً شیطان) کا علم آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ ہے وہ کافر ہے۔

فضیلت درود شریف

حضور اکرم ﷺ پر درود شریف کی کثرت مستحب اور نہایت موجب ثواب ہے اور افضل وہ درود شریف ہے جس کے الفاظ بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہیں

ذکر رسول ﷺ

وہ تمام حالات جن کا حضور اکرم ﷺ سے ذرا سا بھی تعلق ہے ان کا ذکر نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے۔ چاہے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت مبارکہ کا ذکر ہو یا کسی اور حالت کا تذکرہ ہو۔

انبیاء علیہم السلام کی نیند

آنحضرت ﷺ اور اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام کا نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا تھا کیونکہ نیند میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صرف آنکھیں مبارک سوتی تھیں دل مبارک نہیں سوتا تھا

انبیاء علیہم السلام کے خواب

انبیاء علیہم السلام کا خواب بھی وحی کے حکم میں ہوتا ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ نبیوں کا خواب وحی ہوتا ہے (صحیح بخاری ص ۱۰۴۸)

آپ ﷺ کا معجزہ

آنحضرت ﷺ نماز میں پشت کی جانب سے ویسا ہی دیکھتے تھے جیسا سامنے کی جانب سے دیکھتے تھے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے صفوں کو سیدھا کیا کرو کیونکہ میں تمہیں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں (صحیح بخاری ص ۱۰۰)

مسئلہ تقلید

اس زمانہ میں آئمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید واجب ہے ہم اور ہمارے مشائخ تمام اصول و فروع میں امام المسلمین حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مقلد ہیں

بیعت کی ضرورت

ہمارے نزدیک مستحب ہے کہ انسان جب عقائد کی درستی اور شرع کے مسائل ضروریہ کی تحصیل سے فارغ ہو جائے تو ایسے شیخ کی بیعت ہو جو شریعت میں راسخ العقیدہ ہو، دنیا سے بے رغبت ہو، آخرت کا طالب ہو خود بھی کامل ہو اور دوسروں کو بھی کامل بنا سکتا ہو۔

روحانیت سے استفادہ

مشائخ کی روحانیت سے استفادہ درست ہے مگر اس طریقے سے جو اس کے اہل اور خواص کو معلوم ہے نہ اس طرز سے جو عوام میں رائج ہے۔

زیر اہتمام:

ابو عمر قاری حفیظ اللہ جان فاروقی

ضیاء القرآن کتب خانہ

عبد الغنی پلازہ اردو بازار محلہ جنگی پشاور موبائل: 0321-9015449